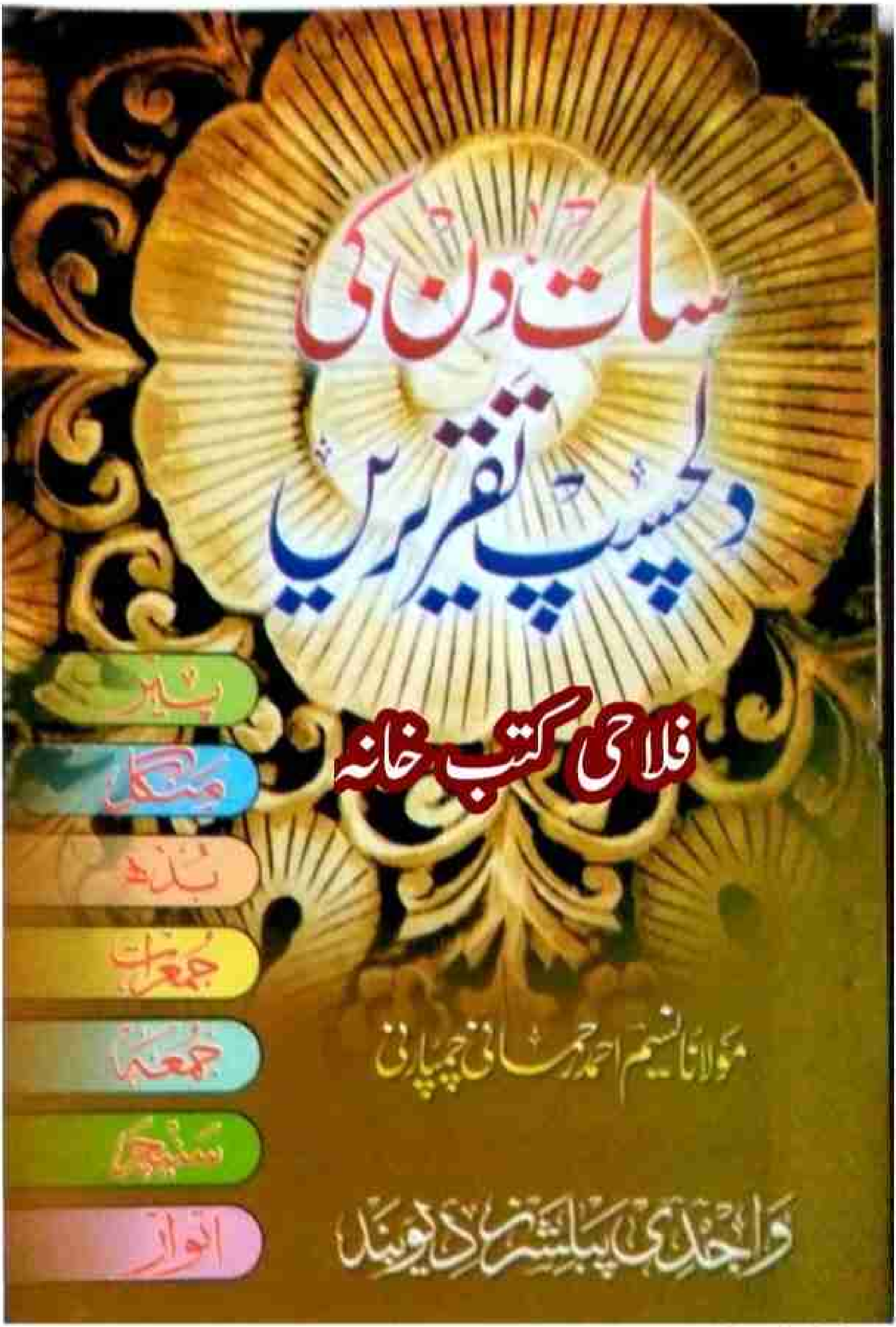

# سات دن کی دلچسپ تقریریں

پیر
منگل
بدھ
جمعرات
جمعہ
سنیچر
اتوار

فلاحی کتب خانہ

مولانا نسیم احمد رحمانی چمپارنی

واجدی پبلشرز دیوبند

Scanned by CamScanner

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی مونڈلہ کلاں ضلع
سیہور ایم پی الھند

# سیاست دان
# کی
# دلچسپ تقریریں

مؤلف
مولانا محمد قسیم رحمانی

زمزم بک ڈپو
دیوبند

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿جملہ حقوق بحق ناشر و مؤلف محفوظ ہیں﴾

نام کتاب : سات دن کی دلچسپ تقریریں
مصنف : مولانا محمد نسیم رحمانی
معاونین : مولوی محمد ضیاء اللہ، وزیر احمد دربھنگوی
مصحح : مولوی محمد شمشاد رحمانی فاضل دیوبند
باہتمام : اسعد واجدی
کمپیوٹر کتابت: (محمد عیاض قاسمی)
ٹیکو گراف کمپیوٹرنگ سسٹم دیوبند فون 22031
تعداد صفحات: ۱۲۰
طباعت :
قیمت :

ناشر

**زمزم بکڈپو دیوبند**

# فہرست تقاریر

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| » انتساب | ۴ |
| » تقاریظ | ۵ |
| » یوم الجمعہ (جمعہ) | ۱۱ |
| » یوم السبت (سنیچر) | ۲۲ |
| » یوم الاحد (اتوار) | ۲۹ |
| » یوم الاثنین (پیر) | ۳۷ |
| » یوم الثلثاء (منگل) | ۴۴ |
| » یوم الاربعاء (بدھ) | ۵۰ |
| » یوم الخمیس (جمعرات) | ۵۸ |
| » صلوٰۃ الفجر | ۶۵ |
| » صلوٰۃ الظہر | ۷۴ |
| » صلوٰۃ العصر | ۸۲ |
| » صلوٰۃ المغرب | ۹۱ |
| » صلوٰۃ العشاء | ۹۷ |
| » صلوٰۃ التہجد | ۱۰۴ |
| » صلوٰۃ الاشراق | ۱۱۳ |

# انتساب

مجاہد جنگ آزادی سید العلماء
حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ
اور
شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد منت اللہ رحمانی
رکن مجلس شوریٰ دار العلوم دیوبند
کے نام

**محمد نسیم رحمانی**

## تقریظ

## فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونُصلّی علیٰ رسولہِ الکریم

نوجوان علماء میں لکھنے پڑھنے کا ذوق وشوق ماشاء اللہ آج کل زیادہ ہو رہا ہے اور وہ اچھا لکھنے پڑھنے لگے ہیں، بالخصوص تقریریں اچھی مرتب کر رہے ہیں اور ان کو چھپوا بھی رہے ہیں، جن میں دین اور کتاب وسنت کی باتیں ہوتی ہیں جن سے مسلمانوں کے اخلاق واعمال پاکیزہ اور بلند ہوں گے۔

اس وقت خاکسار کے سامنے مولوی محمد نسیم رحمانی متعلم دورۂ حدیث کی ”دلچسپ تقریریں“ ہیں ماشاء اللہ اچھے مضامین پر مشتمل ہیں اور پڑھنے والوں کے لئے مفید ہیں، میں نے بعض تقریریں پڑھوا کر سنیں، پسند آئیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے اور آئندہ علمی ترقی کا زینہ بنائے، اور عزیز کے لئے زاد آخرت بھی ثابت ہو۔

میرا مشورہ ہے کہ اسی طرح لکھتے رہیں انشاء اللہ آگے چل کر کافی ترقی کریں گے اور امت کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

اخیر میں دعاء ہے کہ فراغت کے بعد نمایاں علماء میں ان کا شمار ہو اور اپنے اساتذہ کا نام اونچا کریں۔ ربّنا تقبّل منّا اِنّکَ انتَ السمیعُ العلیمُ

محمد ظفیر الدین غفرلہٗ (مفتی دار العلوم دیوبند)

یکم محرم الحرام ۱۴۲۳ھ یوم شنبہ

**تقریظ**

## مصنف زماں

# حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی

## مدظلہ العالی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن امتیازی اوصاف سے سرفراز فرمایا ہے ان میں ایک زبان و بیان کی قوت اور مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہے، یہ صلاحیت دودھاری تلوار کی حیثیت رکھتی ہے، اس سے خیر و صلاح و تبلیغ و اشاعت بھی ہوتی ہے اور شر و فساد کی بیخ کنی بھی ہو سکتی ہے، اس لئے خاص طور پر علماء و فضلاء، دینی مدارس کے لئے تقریر و بیان کی صلاحیت نہایت ہی ضروری ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آج کا طالب علم ہی کل کا عالم بنتا ہے، اسی نسبت سے تقریر کے مختلف چھوٹے بڑے مجموعے مرتب ہو کر منظر عام پر آرہے ہیں، اسی سلسلے کی یہ کوشش اخی فی اللہ والدین عزیز گرامی مولانا محمد نسیم رحمانی سلمہٗ کا مرتب کیا ہوا یہ مجموعہ ہے جو ہفتہ کے سات دنوں کے مناسبت سے چودہ تقریروں پر مشتمل ہے، راقم الحروف نے ایک دو جگہ سے دیکھا ہے، انشاء اللہ تقریر کی تیاری کرنے والے طلبہ کے لئے یہ مجموعہ مفید ثابت ہوگا۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند کے علوم و افکار اور رد و شبہات پر افادات کا ایک مجموعہ (منکرین اسلام کے دندان شکن جوابات) اس سے پہلے طبع ہو چکی ہے جو ایک مفید تحریر ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزی سلمہٗ سے علم و تحقیق کے زیادہ سے زیادہ کام لے اور ان کا قلم ہر دن ترقی کی راہ پر گامزن رہے۔ **زادہ اللہ علماً نافعاً وعملاً صالحاً ومقبولاً وباللہ التوفیق وھو المستعان.**

**خالد سیف اللہ رحمانیؔ (خادم المعہد الاسلامی، حیدرآباد)**

**تقریظ**

### ادیب زماں استاذ محترم

## حضرت مولانا غلام نبی صاحب مدظلہ العالی

### استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وقف دیوبند

اسلامی عبادات میں نماز کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ قرآن کریم کی ان آیات سے ہوتا ہے جن میں کہیں تو براہ راست نماز قائم کرنے کا حکم ہے اور کہیں دیگر عبادات وطاعات اور اذکار کے ذیل میں نماز کا ذکر ہے، **اقیموا الصلٰوۃ واتوا الزکٰوۃَ** میں بصیغہ امر زکوٰۃ پر مقدم کر کے نماز قائم کرنے پر زور دیا گیا ہے، سورۂ بقرہ کی ابتداء میں ایمان بالغیب کے بعد جملہ عبادات پر مقدم کرتے ہوئے نماز کا ذکر اس طرح ہوا ہے **الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلٰوۃَ الخ** ایک موقعہ پر نماز کی فرضیت کو اس طرح بیان فرمایا **ان الصّلٰوۃَ کان علی المومنین کتابًا موقوتًا** ایک دوسری آیت میں نماز کو فحشاء اور منکر سے بچنے کا ذریعہ قرار دیکر اقامت صلٰوۃ کی تلقین فرمائی، **ان الصلٰوۃَ تنھٰی عن الفحشاء والمنکرِ** حدیث میں نماز کو دین کا ستون کہا گیا **الصّلٰوۃُ عماد الدینِ** ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو مومن کی معراج قرار دیا، **الصلٰوۃ معراج المؤمنین** ایک صحیح حدیث میں نماز کو کفر اور ایمان کے درمیان امتیاز کرنے والا عمل قرار دیا گیا، اکثر آپ فرمایا کرتے تھے **قرۃ عینی فی الصلٰوۃُ** الغرض جس قدر نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے متعلق ہیں کسی دوسری عبادت کے متعلق نہیں۔

جناب مولوی محمد نسیم رحمانی سہرساوی زادعلمہٗ نے نماز کی اہمیت وعظمت

اور ایام سبعہ کی فضیلت اور احکام کے موضوع پر زیر نظر مجموعہ تقریری انداز میں مرتب کیا ہے، موصوف اس سے پہلے ”دندان شکن جواب“ کے نام سے ایک مفید کتاب تالیف کر کے شہرت حاصل کر چکے ہیں، موجودہ مجموعہ کے مسودہ راقم السطور نے دیکھا ہے، ماشاء اللہ مفید باتیں دیکھنے میں آئیں، خدا تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرما کر مسلسل خدمت دین کی توفیق نصیب فرمائے۔

(حضرت مولانا) غلام نبی (صاحب)
۲۸/ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ دیوبند

فلاحی کتب خانہ

## تاثرات

# مولانا محمد سراج الحق صاحب

......فاضل دیوبند

قارئین کرام! امت محمدیہ کی تمام خصوصیات میں سے ایک خصوصیت کثرت تصنیف وتالیف بھی ہے نیز ملکہ خطابت ایک ایسا فن ہے کہ جس کے ذریعہ انسان اپنے مافی الضمیر کو صحیح طریقے سے ادا کرتا ہے اور یہی ملکہ عزیزم نسیم رحمانی سلمہٗ کے اندر باری تعالیٰ نے بخشا، اور انہوں نے اپنے زبان وقلم کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت انجام دی ہے، اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے تاحیات زندگی کام لیتا رہے نیز موصوف شعبۂ مناظرہ وقف دارالعلوم کے صدر بھی ہیں اور ان کی مناظرانہ تقریر بھی سننے کا شرف حاصل ہوا، دلی مسرت ہوئی کہ مستقبل میں میدان مناظرہ ان کے ہاتھ ہے اور انہوں نے کئی مسابقوں میں حصہ لیا اور بڑے بڑے انعامات حاصل کئے ہیں۔

خیر دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو نیک مقاصد میں کامیابی بخشے، آمین

محمد سراج الحق مدھوبنی (فاضل دیوبند)

# عرض حال

**نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اِنَّ مِن البیان لسحرًا**

**قارئین کرام!**

تقریر ایک ایسا ملکہ ہے کہ اس کے ذریعہ علماء کرام اور جملہ اہل علم، اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں اور اپنی دلی باتوں کی ادائیگی میں کامیابی حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں، نیز اسی میدان خطابت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان من البیان لسحرا بہر کیف احقر جو اس لائق ہوا ہے وہ در حقیقت ہمارے مشفق اساتذہ کرام کی محنت و مشقت کا نتیجہ ہے اس میدان میں ہمیں چلانے والے استاذ مشفق و محترم فرید العصر حضرت مولانا فرید الدین صاحب قاسمی ہیں، اور آگے بڑھ کر میں یہ عرض کرسکتا ہوں کہ اگر حضرت مولانا موصوف کی شفقت نہ ہوتی تو آج احقر قطعی طور پر اس لائق نہیں ہوسکتا تھا لیکن حضرت مولانا نے ہماری ہمت افزائی فرمائی اور اس میدان کا شہسوار بنایا پس دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام کاوشوں کو حضرت مولانا اور جملہ اساتذہ کرام کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

دوسری بات یہ ہے کہ اس کی کتابت ہورہی تھی تو اسی وقت مشفقہ نانی کی وفات ہوئی ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون پس قارئین سے درخواست ہے کہ نانی مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کریں، جزاکم اللہ خیر الجزا اور اس کتاب کے ذریعہ ہمارے جملہ اساتذہ کرام اور والدین اور ہماری مغفرت کرے، آمین۔

**محمد نسیم رحمانی مقام و پوسٹ منورواپا بھیشی، ضلع سمرسا (بہار)**

# یوم الجمعۃ (جمعہ)

**نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہِ الکریمِ اما بعد قال اللّٰہ عزوجل یٰاَیُّھَا الَّذِینَ آمنوا اِذا نُودِیَ للصَّلٰوۃ مِن یوم الجمعۃِ فاسعَوْا اِلٰی ذِکر اللّٰہِ .**

**وقال علیہ الصَّلٰوۃ والسلام سیّد الایام ھو یوم الجمعۃ .**

سامعین کرام وامت محمدیہ کے شگفتہ پھولو! حضرت حق جل مجدہ کا بہت بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے لب کشائی کی ہمت بخشی ورنہ میری کیا حقیقت اور کیا مجال کہ آپ حضرات کے سامنے کچھ کہوں خیر دعاء فرمائیں کہ خالق کائنات حق گوئی کی توفیق بخشے آمین، آج میرا عنوان ''یوم جمعہ'' ہے یعنی شریعت نے اس کی کیا حیثیت وعظمت بتائی ہے اور شریعت معتدلہ کی نظر میں اس کی علوشان کیا ہے اس کو عیاں وبیان کروں گا چنانچہ خالق کائنات نے یوم جمعہ کے سلسلے میں بہانگ دہل اعلان کردیا **یٰاَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ للصَّلٰوۃِ مِنْ یَّومِ الجُمُعَۃِ فاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ** کہ اے ایمان والو جب جمعہ کے دن کی نماز کے لئے تمہارے کانوں میں ندائے مؤذن آئے تو خداوند قدوس کی طرف چل پڑو یعنی جس طرح جمعہ کی نماز کی فضیلت واہمیت اور عظمت ورفعت اظہر من الشمس ہورہی ہیں، پس اسی طرح جمعہ کے دن کی بھی شرفیت واولویت پر کلام نہیں، کیونکہ رب حقیقی نے من یوم الجمعہ فرمایا اور **من یوم السبت یا من یوم الخمیس ومن یوم الاثنین** نہیں فرمایا جیسا کہ اس آیت کے تحت نبی برحق شفیع محشر محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **سید الایام ھو یوم**

الجمعة کہ

تمام دنوں کا سردار جمعہ کا دن ہے۔
تمام وقتوں کا سردار جمعہ کا وقت ہے۔
تمام ساعتوں کا سردار جمعہ کی ساعت ہے۔
تمام دنوں کی عبادات کا سردار جمعہ کے دن کی عبادت ہے۔
تمام دنوں کی فضیلتوں کا سردار جمعہ کے دن کی فضیلت ہے۔

اسی طرح آگے شفیع المسلمین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پورے سال کی عید، عید الفطر اور عید قرباں ہے اور پورے ایام سبعہ کی عید یوم الجمعہ جمعہ کا دن ہے تو اس حدیث مذکورہ سے بھی یوم جمعہ کی افضلیت عیاں وبیاں ہو رہی ہے کیونکہ حدیث مذکورہ سے یہ اقوال بغیر کسی تامل اور غور وخوض کے فہم کو دستک دے رہی ہے کہ کہو! اعلان کردو:

تمام دنوں کا سردار یوم جمعہ ہے
تمام دنوں کی عید یوم جمعہ ہے
تمام وقتوں کی عید یوم جمعہ ہے
تمام ساعتوں کی عید یوم جمعہ ہے

نوجوانان اسلام! یہی وہ جمعہ کا دن ہے جس کے اندر حضرت آدم علیہ السلام کو اعزاز واکرام سے نوازا گیا تھا، چنانچہ ارشاد باری ہے وَقُلْنَا يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ یعنی رب کریم نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کو جمعہ ہی کے دن جنت میں داخل فرمایا تھا اور جنت کے حور عین وغلمان اور چرند وپرند آپ کی آمد پر اہلاً وسہلاً کے ترانے گا رہے تھے اور دوسری جانب ابلیس لعین کا قلب وجگر حسد بغض اور عداوت سے پارہ پارہ

ہو رہا تھا اور ملائکۃ اللہ حضرت حق جل مجدہٗ کے حکم کی تعمیل پر فرحت و مسرت میں باش باش ہو رہے تھے، بہر حال دنیا کے اندر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل جنات کی تخلیق ہوئی اور یہ مخلوقات پیدائش آدم سے دو ہزار سال پہلے آباد تھیں جب انہوں نے ناحق قتل وغارت گری شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جنہوں نے جنات کو تہہ و بالا کر کے پہاڑوں پر پھینک دیا (البدایۃ والنہایۃ) بہر حال ان تمام مخلوقات کی تخلیق کے بعد آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی جس دن آپ وجود میں آئے تھے جمعہ ہی کا متبرک اور معظم دن تھا، اس کے بعد رب کریم نے آپ کو جنت میں داخل کیا اور مزید یہ حکم فرمایا کہ دیکھو جنت کے اندر جہاں چاہو رہو جیسا کہ ارشاد باری ہے **وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا** لیکن ایک درخت کے پھل کا کھانا تو درکنار درخت کے پاس بھی مت پھٹکنا جیسا کہ ارشاد باری ہے **وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ** لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے چوک ہو گئی (نہ کہ غلطی ہوئی کیونکہ انبیاء کرام معصوم ہیں) کہ ممنوع درخت کے پھل کو تناول فرمالیا اور ان کو جب جنت سے نکالا گیا تو یہی جمعہ کا دن تھا۔

عزیزان قوم وگرامی قدر ساتھیو!

اس کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام رب حقیقی کی یاد میں روتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے کہ یا اللہ ہم سے چوک ہو گئی تو معاف فرمایا فلہٰذا رحمت الٰہی جوش میں آئی اور آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، بہر حال:

جب آپ کی توبہ قبول ہوئی تھی تو یہی جمعہ کا دن تھا
جب جنت میں داخل کیا گیا تو یہی جمعہ کا دن تھا
جب آپؑ کو وجود میں لایا گیا تو یہی جمعہ کا دن تھا

جب آدم و حوا کی آپس میں ملاقات ہوئی تو بھی جمعہ کا دن تھا

جب قیامت کا وقوع ہوگا تو وہ بھی دن جمعہ ہی کا ہوگا

جب جنت کے اندر باری تعالیٰ جنتیوں کو اپنا دیدار کرائیں گے وہ بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا۔

جب بعد الحساب والکتاب فیصلہ بتایا جائیگا وہ بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا

جب جنتیوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا وہ بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا

جب جہنمیوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا وہ بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا

امت محمدیہ کے دعویدارو! آگے بڑھو اور کہہ دو:

جب قیامت برپا ہوگی جس دن نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا، نہ بیٹی ماں کی نہ ماں بیٹی کی، نہ بیوی شوہر کی نہ شوہر بیوی کا، نہ بھائی بہن کا نہ بہن بھائی کی پرسان حال ہوگی اور ہر شخص ایک دوسرے سے دور بھاگے گا وہ دن بھی جمعہ ہی کا دن ہوگا، معلوم ہوا کہ:

یہی وہ جمعہ کا دن ہے جس کے اندر لوگ نفسی نفسی کہہ کر پکاریں گے...

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی کہہ کر پکاریں گے..

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ لوگ اپنے خویش واقارب سے ننگے دور بھاگیں گے..

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ لوگ پیاسے تڑپیں گے...

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ حضور اکرم ﷺ بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوں گے.

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ حضورؐ کی سفارش قبول کریں گے...

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ لوگوں کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا...

یہی وہ جمعہ کا دن ہے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے انبیاء کرام کے پاس جائیں گے اور درخواست کریں گے کہ آپؑ حضرت جل مجدہ سے بخشش کی سفارش کر دیں لیکن تمام کے تمام انبیاء کرام انکار کر بیٹھیں گے اس کے بعد تمام کے تمام امتی آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قدر تیز رفتار میں دوڑیں گے جیسے کہ کوئی کھویا ہوا بچہ اپنی ماں کے پاس دوڑتا ہے اور طرح طرح کی فریادیں کرتا ہے، بعینہ اسی طرح تمام کی تمام قوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گی اور حضرت حق جل مجدہ سے سفارش کی درخواست کریں گی جب آپ کی سفارش قبول ہو گی تو یہی جمعہ کا دن ہوگا۔

گرامی قدر ساتھیو!

جمعہ ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ ایک جگہ جمع ہوں اور جمع ہونے کی صورت یہ ہے کہ منہ اللہ کی طرف ہو، قبلہ کا استقبال ہو، جب ایک رخ ہوگا، مجتمع ہو جاؤ گے، جب آمنے سامنے ہوگے، ٹکراؤ پیدا ہوگا، جب سب کا رخ ایک طرف ہوگا تو ٹکراؤ کی کوئی وجہ نہیں جیسے یہاں ظاہری طور پر ہے، اگر باطنی طور پر خدا کی طرف منہ کر لیا جائے، تو وہاں بھی وہی شکل پیدا ہو جائے گی، تو جمع بتلاتا ہے کہ جیسے تم ظاہر میں جمع ہو گئے ہو باطن میں بھی ہم نے تمہیں جمع کیا ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ایک حدیث یاد آ گئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، کہ اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اس شان سے کہ ایک آئینہ ہاتھ میں تھا، اس آئینہ کے وسط میں ایک سیاہ نقطہ تھا جو بالکل ممتاز تھا، آپؐ نے پوچھا ''اے جبرئیلؑ! یہ سیاہ نقطہ کیا؟ اور یہ آئینہ کیسا؟'' سید الملائکہ جبرئیلؑ نے جواب دیا یہ سیاہ نقطہ مزید ہے، جس کے معنی زیادتی کے آتے ہیں پھر اس کے بعد حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مزید کون سی چیز ہے؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ

ﷺ! یہ جنت میں ایک میدان ہے جو جنت کے بالائی حصہ میں ہے یعنی اوپر سے نیچے سو جنتیں ہیں، اور ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے سب سے اوپر کا حصہ جو عرش کے نیچے ہے اور اس میں ایک میدان ہے جو بالکل سفید ہے اس کی گھاس بھی سفید درخت بھی سفید، غرض ہر چیز سفید اور شفاف ہے اور یہ اتنا بڑا میدان ہے کہ ہزار برس گھومتے ہوئے ہو گئے اب تک پوری طرح اس کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پاسکا، حدیث میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو اصل شکل میں آپؐ نے دو مرتبہ دیکھا اس شان سے کہ زمین سے لے کر آسمان تک مشرق سے لے کر مغرب تک ساری فضا ان کے بدن میں گھری ہوئی تھی چھ چھ بازو تھے جس کی چمک سورج سے زیادہ تھی، اب اندازہ کیجئے کہ وہ میدان کتنا بڑا ہوگا جس میں حضرتؑ جبرئیل ہزارہا برس سے گھوم رہے ہیں لیکن ابھی تک پورا نہیں کر سکے پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس میدان کی غرض کیا؟ عرض کیا کہ یہ دربار خداوندی منعقد ہونے کا موقع ہوگا انبیاء علیہم السلام کے منبر اس میدان میں بچھائے جائیں گے، گول دائرے کی شکل میں نور کے منبر ہوں گے، ہر منبر کے پیچھے امت کی کرسیاں ہوں گی، اور وہ پورا میدان ان بیٹھنے والوں کی کرسیوں سے بھر جائے گا، دنیا میں جس کو جتنا تعلق دین سے تھا اتنا ہی وہ منبر نبویؐ کے قریب ہوگا، اور وہ کرسیاں اس شان سے ہوں گی کہ ایک کے دیکھنے میں دوسرا حائل نہیں ہوگا جیسے آپ نے دیکھا ہوگا بڑی بڑی مجالس میں کرسیاں کس ترتیب سے بچھائی جاتی ہیں، میدان کے کناروں پر کرسیاں نہیں ہوں گی بلکہ کچھ غالیچے اور کچھ فانوس ہوں گے، اس طرح سے یہ میدان بھر جائیں گے اب گویا دربار بن گیا کہ چہار طرف انبیاء کرام علیہم السلام کے منبر ہیں ان کی پشت پر کرسیاں ہیں بیچ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی کرسی آئے گی، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے وسع کرسیہ

السمٰوٰتِ والارض حدیث شریف میں کرسی کی عظمت اور بڑائی بیان فرمائی گئی، ساتوں آسمان اور زمین اس کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک میدان میں ایک چھلہ پڑا ہوا ہوتا ہے اتنی عظیم کرسی ہے آخر جس بادشاہ کی یہ کرسی ہے اس کی بڑائی اور عظمت کے مناسب اس کی شان ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کرسی وتخت پر بیٹھے ہیں وہ جسم سے بری اور صورت سے منزہ ہیں لیکن ان کی صفت، مالکیت ہے چنانچہ بادشاہت کے جتنے لوازم ہیں وہ سب جمع کئے گئے تخت سلطنت بھی ہے جس کا نام عرش عظیم ہے عرش مثل قبہ کے ہے جو ساری کائنات پر چھایا ہوا ہے اور اس کے اوپر رحمت کی تجلی مستوی ہے، فرمایا گیا الرحمٰن علی العرشِ استوٰی تو عرش کے اوپر رحمت چھائی ہوئی ہے اور عرش کائنات پر چھایا ہوا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کائنات کے اوپر رحمت چھائی ہوئی ہے یعنی اللہ نے اپنے بندوں کے ساتھ جو تعلق قائم کیا ہے وہ رحمت کے ساتھ ہے غضب کے ساتھ نہیں غضب اگر سامنے آجائے تو طوق کا پتہ نہ چلے رحمت ہی نے سنبھال رکھا ہے تو رحمت کی تجلی عرش پر مستوی ہے اس رحمت سے احکام چھوٹتے ہیں ہدایت و رہنمائی کتب سماوی قوانین خداوندی اور قضا وقدر سب وہیں سے چلتی ہیں جیسے ملک کی تمام تجاویز احکامات تخت سلطنت سے جاری ہوتے ہیں اسی طرح عرش عظیم سے تخت سلطنت قائم کیا گیا عرش کے نیچے عظیم سمندر ہے جس پر عرش قائم ہے اس سمندر کے نیچے جنتیں ہیں اور ہر جنت آسمانوں اور زمینوں سے بڑی ہے سو جنتوں کے نیچے پھر آسمان تہہ بہ تہہ ہیں اس کے نیچے پھر زمین تہہ بہ تہہ ہیں یہ کائنات کا ایک عجیب سلسلہ ہے نیچے زمین اوپر فضاء اس کے اوپر آسمان اس کے اوپر جنتیں اس کے اوپر سمندر اور اس کے اوپر عرش عظیم عرش پر پہنچ کر مخلوق کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تو عرش اور جنتوں کے درمیان میں یہ

استغراق ہوتا ہے اسی میں ان پر احوال وعلوم اور حکم منکشف ہوتے ہیں، گویا دنیا میں جو معرفت کا نشہ دیا گیا ہے جنت میں شراب طہور اسکی مثال ہوگی اسی طرح عقلوں پر کیف طاری ہوگا روحوں میں بھی کیف بڑھے گا معرفت خداوندی اور بصیرت بڑھتی جائے گی۔

محترم حضرات!

اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے **سلونی ما شئت** جو جس کا دل چاہے مانگے طلب کرے سب کو خطاب عام فرمایا جائے گا تو سب مل کر عرض کریں گے کون سی نعمت ہے جو آپ نے عطا نہیں کی ہمیں ساری نعمتیں مل چکی ہیں بس ہماری درخواست یہ ہے کہ اپنی رضا ہمیں عطا فرما دیجئے۔

حق تعالیٰ فرمائیں گے یہ نعمت مل چکی اگر میں راضی نہ ہوتا تو تمہیں اس مقام پر گھسنے نہ دیتا میں راضی ہوں اور ایسا راضی ہوں کہ ابدالآباد تک بھی ناراض نہیں ہوں گا، یہ مقام تمہیں مل چکا، کچھ اور مانگو، سب حیران ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں گے کہ کیا چیز مانگیں؟ کون سی نعمت ہے جو ہمیں نہیں ملی اس وقت سب مل کر علماء کی طرف رجوع کریں گے ان سے دریافت کریں گے کہ کیا چیز رہ گئی جو ہم مانگیں؟ ہمارے علم کے اعتبار سے تو ہر نعمت مل چکی ہے۔

گویا علم اور اہل علم کی احتیاج وہاں بھی باقی رہے گی لوگ دنیا میں علماء سے مستغنی ہونا چاہتے ہیں حالانکہ حاجت مندی وہاں بھی قائم رہے گی، وہ کسی ذات کی احتیاج نہیں ہوگی وہ علم کی احتیاج ہوگی اور ابدالآباد تک آدمی علم کا محتاج ہے اس لئے کہ علم اللہ کی صفت ہے جیسے ذات لامحدود ہے اس کی صفات بھی لامحدود ہیں انسان کتنے بڑے مقامات طے کرلے پھر بھی لامتناہی مقامات رہتے ہیں جن کی طلب رہے گی، امام شافعیؒ کا ایک قطعہ ہے جو وہ پڑھا کرتے

تھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”جوں جوں مجھے زمانہ ادب سکھاتا ہے مجھ پر میری عقل کا نقصان وارد ہوتا ہے، جو ادب کا مقام طے کیا تو سمجھ میں آیا کہ اب تک میری عقل نے یہ نہیں پایا تھا اس مقام تک، میری عقل ناقص ہے پھر اگلا مقام طے ہوا“ معلوم ہوا کہ یہ بھی اب تک میری عقل نہیں پاسکتی تھی اسی طرح جوں جوں مقام ادب آتے رہے میری عقل کا نقصان مجھ پر واضح ہوتا رہا اور جیسے جیسے مراتب علم بڑھتے رہے میری جہالت مجھ پر واضح ہوتی رہی، جب کسی علم کے مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ اب تک میں اس سے جاہل تھا، مراتب علم کھل رہے ہیں تو میرے نفس کی جہالت کے مقامات بھی میرے نفس پر کھل رہے ہیں۔

میرے دوستو! معلوم یہ ہوا کہ:

علم کی محتاجگی دنیا ہی میں نہیں بلکہ جنت میں بھی باقی رہے گی کیونکہ صفت خداوندی وہاں پہنچ کر محدود بن جائے گی، علم اور معرفت کے مقامات وہاں بھی محدود رہیں گے، تو اب لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے کہ ساری نعمتیں مل گئیں کون سی چیز باقی ہے جو نہیں ملی، جیسا کہ قرآن کریم میں وعدہ کیا گیا **وجوہٌ یومئذٍ نّاضرةٌ الی ربّها ناظرة** بہت سے چہرے تروتازہ اور شاداب ہوں گے جو اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

بہرحال دیدار خداوندی کا وعدہ کیا گیا اس وعدے کا ظہور وہاں ہوگا، علماء جواب دیں گے کہ ہاں ہاں! ایک نعمت عظمیٰ رہ گئی ہے اور وہ ہے دیدار خداوندی تو سب مل کر یک زبان ہو کر عرض کریں گے بار الٰہ ہمیں یہ نعمت عطا فرما دیجئے، اپنا جمال مبارک دکھا دیجئے اسی کی تمنا میں ہم نے عبادت کی اور عمریں گذار دیں دیدار خداوندی اصل مقصود تھا اب اس مقام پر دیدار نہ ہوا تو اور کون سا مقام ہوگا جہاں دیدار کی تمنا پوری ہوگی، اور درخواست قبول کر لی جائے گی، حدیث میں

ہے کہ حجابات اٹھنے شروع ہو جائیں گے صرف ایک حجاب کبریائی

سامعین کرام! جمعہ کے دن پر گفتگو تو کافی ہے لیکن وقت اس کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا قلت وقت کی بناء پر تقریر ختم کرتا ہوں۔

آہ و زاری کے بعد مولا فرمائیں گے میرے بندے! لے دیکھ! حجابات اٹھتے چلے جائیں گے اگر کوئی حجاب ہوگا تو وہ حجاب کبریائی ہوگا، صدیاں ٹکٹکی لگی رہ جائیں گی جسے وہ لمحہ تصور کریں گے۔ (خدا ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین)

**انا اكتفي بهذه الكلمات العديدة**

* * *

فلاحی کتب خانہ

# یَوْمُ السَّبْتِ ( سنیچر )

الحمدللّٰہِ رب العالمین والصّلٰوۃ والسلام علٰی اشرف المرسلین وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین اما بعد ! قال اللّٰہ عزوجل وسئلهم عن القرية التی كانت حاضرة البحر اذ يعدون فی السبت وقال علیہ الصّلٰوۃُ والسلام خلق اللّٰہ التربة یوم السبت (رواہ مسلم)

محترم حضرات سامعین کرام!

آج میرا عنوان ”یوم السبت“ یعنی سنیچر کا دن ہے، یعنی احقر اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے موضوع کے مطابق گفتگو کرنے کی جسارت کررہا ہے دعا فرمائیں کہ حضرت حق جل مجدہ صحیح بات کہنے اور سامع کو صحیح بات سننے کی توفیق بخشے، آمین۔

گرامی قدر ساتھیو! یہ عنوان اتنا وسیع ہے کہ ایک جانب اپنے باہوں میں فضیلتوں کا پہاڑ لئے بیٹھا ہے، تو دوسری جانب اہل ایمان کو سبق سکھلانے کھڑا ہے، اگر ایک جانب یہود کی بربادی کا سبب بیان کرنے کو مستعد ہے تو دوسری جانب امت محمدیہ کے فضائل کو اظہر من الشمس کرنے کو تیار ہے، خیر سنیچر کا دن ایک ایسا دن ہے کہ جس میں رب ذوالجلال نے زمین کو پیدا کیا جیسا کہ ابھی ابھی میں نے دوران خطبہ ایک حدیث کے ٹکڑے کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، چنانچہ فرمان رسول ہے خلق اللّٰہ العربة یوم السبت کہ خداوند قدوس نے سنیچر کے دن زمین کو پیدا کیا اور زمین ہی ایک ایسی نعمت عظمٰی ہے کہ جس کے ذریعہ رب کریم نے جمیع ماکان وما یکون کو پیدا فرمایا:

یہی وہ زمین ہے کہ جس کے ذریعہ انبیاء کرام کو پیدا فرمایا۔
یہی وہ زمین ہے کہ جس کے ذریعہ علماء عظام کو پیدا فرمایا۔
یہی وہ زمین ہے کہ جس کے ذریعہ صلحاء کو پیدا فرمایا۔
یہی وہ زمین ہے کہ جس کے ذریعہ تمام کے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔

حتیٰ کہ اسی زمین کے ذریعہ حضرت حق جل مجدہٗ نے عاشق حقیقی محسن اعظم شفیع محشر نبی برحق احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ پر خاتمیت کی مہر لگادی، بالآخر کتاب ناسخ قرآن عظیم کو نازل فرمایا۔

عزیزان قوم!

غور کرنے کا مقام ہے کہ یہی وہ زمین ہے کہ جس کے ذریعہ آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہوئی اور تمام کے تمام ملٰئکۃ نے بحکم الٰہی آپ کو سجدہ کیا حالانکہ تقاضا یہ تھا کہ مٹی کا پتلہ نور کے سامنے سربسجود ہوتا لیکن رب حقیقی کو منظور یہ تھا کہ جس کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا ہے اس کی عظمت اور علو شان کو بڑھادیں چنانچہ ملائکۃ اللہ ہی نہیں بلکہ پوری کائنات نے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، جس سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ جس چیز کو سنیچر کے دن پیدا کیا گیا اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے تمام اشیاء پر، کیونکہ:

یہی وہ مٹی ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سنیچر کے دن پیدا کیا۔
یہی وہ مٹی ہے کہ جس کے سامنے تمام کائنات کو جھکا دیا۔
یہی وہ مٹی ہے کہ جسکے ذریعہ رب کریم نے اپنے ہاتھ سے آدم کا ڈھانچہ تیار کیا۔
یہی وہ مٹی ہے کہ جس کے اندر رب کریم نے خود سے روح پھونکی اور سیدنا آدم کو انسانی شکل کے اندر وجود بخشا۔

بہر کیف جس شئی کو حضرت حق جل مجدہٗ نے سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس کی اتنی اہمیت ہے کہ اس پر گویا کہ قرآن جیسی عظیم المرتبت کتاب نازل کی گئی میری مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو!

جس شئی کو رب کریم نے سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر ذکر اللہ ہوتا ہے۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس کے ذریعہ عاشقان الٰہی پیدا ہوئے۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر لوگ سربسجود ہوتے ہیں۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر مساجد آباد ہیں۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر مدارس آباد ہیں۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر بیت اللہ اور بیت المقدس آباد ہیں
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس میں انبیاء کرام آرام فرما ہیں۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس میں علماء و صلحاء مدفون ہیں۔
جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر اللہ کے نام لیوا آباد ہیں۔
حتی کہ جس شئی کو سنیچر کے دن پیدا فرمایا اس پر جمیع ماکان و مایکون آباد ہیں

امت محمدیہ کے دعویدارو!

میں نے آپ حضرت کے سامنے دوران خطبہ کلام الٰہی کا ایک ٹکڑا تلاوت کیا تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت کریں ان بستی والوں کا حال جو دریا کے کنارے آباد تھے چنانچہ یہ لوگ حد سے گذرے اور چونکہ جب ان کے پاس آتی تھی مچھلیاں سنیچر کے دن تو پانی کے ذریعہ یہ لوگ حکم عدولی کر کے مچھلیوں کا شکار کرتے تھے، یعنی حضرت حق جل مجدہٗ نے اپنی مصلحت کے تحت ان یہودیوں پر سنیچر کے دن، شکار کرنا حرام کیا تھا اور فرمایا کہ

اے یہودیو؟ تم تمام دنوں میں شکار کرنا لیکن سنیچر کے دن ہرگز ہرگز شکار نہ کرنا (لیکن ایک بات یاد رہے کہ یہ حکم الٰہی صرف یہودیوں کے لئے تھا اور یہ حکم امت محمدیہ کے لئے نہیں ہے)

چنانچہ خداوند قدوس کی طرف سے سخت آزمائش ہونے لگی کہ ممتنع دن (یوم سبت) میں کثرت سے مچھلیاں دریا کے اوپر تیرتی اور باقی دنوں میں غائب رہتی ہیں، لہٰذا ان لوگوں سے صبر نہ ہوسکا اور صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو یہ لوگ صریح حکم الٰہی کے خلاف حیلے اور بہانے کرنے لگے اور دریا کے پانی کاٹ لائے جب سنیچر کے دن مچھلیاں ان کے بنائے ہوئے حوضوں میں آجائیں تو نکلنے کا راستہ بند کردیتے اور اگلے دن اتوار کو جاکر پکڑ لاتے تاکہ سنیچر کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے گویا کہ اس سازش سے معاذ اللہ رب کریم کو دھوکا دینا چاہتے تھے اور چونکہ حضرت حق جل مجدہ عالم الغیب ہیں ان کی ان ناپاک سازشوں کو سمجھ رہے تھے آخرکار دنیا ہی میں اس کی سزا انہیں بھگتنی پڑی دنیا نے دیکھا کہ ان یہودیوں کی شکلوں کو مسخ کرکے بندر بنادیا گیا۔

بہر کیف یہود نے سنیچر کے دن کی عظمت کو نہ پہچانا تو ان کو بندر بنادیا گیا

یہود نے سنیچر کے دن شکار کیا تو ان کو عندالناس ذلیل وخوار کیا گیا۔

یہود نے سنیچر کے دن شکار کیا تو بندر بنادیا گیا۔

یہود نے سنیچر کے دن شکار کیا تو نکالاً من اللہ کردیا گیا۔

حضرات گرامی!

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب کوئی احکام من جانب اللہ ہوں تو لوگوں کو چاہئے کہ ان میں کتر بیونت نہ کرے اور حیلہ و بہانہ نہ بنائے چونکہ یہود نے ایسا ہی کیا اور ممتنع دن کے بعد شکار کیا تھا تو ان کی ہلاکت و بربادی ہوئی، بہر حال

دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ تمام حضرات کو ہر قسم کی ذلت ورسوائی سے محفوظ رکھے، آمین۔

قارئین کرام!

میں نے بعد الخطبہ فی التمہید یہ بھی عرض کیا تھا کہ موضوع مذکورہ سے امت محمدیہ کی فضیلت بھی عیاں واظہر من الشمس ہورہی ہے چنانچہ عنوان سابق (یوم سبت کے تحت امت معتدلہ کے سلسلہ میں باری تعالیٰ نے بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کردیا **وکذلک جعلنٰکم اُمَّۃً وَّسطًا لتکونُوا شھداءَ علی الناسِ ویکونَ الرسولُ علیکم شھیدًا** اس آیت میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی حیثیت وعظمت اور فضیلت وخصوصیت کا تذکرہ ہے کہ وہ ایک معتدل امت بنائی گئی اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے مسلمانوں کو وہ قبلہ عطا کیا، جو سب سے اشرف وافضل ہے، اسی طرح ہم نے امت اسلامیہ کو ایک خاص امتیازی فضیلت یہ عطا کی ہے کہ اس کو ایک معتدل امت بنایا ہے جس کے نتیجہ میں ان کو میدان حشر میں یہ امتیاز حاصل ہوگا کہ سارے انبیاء علیہم السلام کی امتیں جب اپنے انبیاء کی ہدایت وتبلیغ سے مکر جائیں گی، اور ان کو جھٹلا کر یہ کہیں گی کہ ہمارے پاس نہ کوئی کتاب آئی نہ کسی نبی نے ہمیں کوئی ہدایت کی، اس وقت امت محمدیہ علیہم السلام کی پیشی ہوگی اور یہ شہادت دے گی کہ انبیاء علیہم السلام نے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائی ہوئی ہدایت ان کو پہنچائی ہے، اور ان کو صحیح راستہ پر چلانے کی پوری کوشش کی ہے، دوسری امتیں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر یہ جرح کریں گی کہ اس امت محمدیہ کا وجود تو ہمارے زمانے میں تھا ہی نہیں، تو پھر کیسے ہمارے حق میں ان کی گواہی قبول ہوگی؟ اس جرح کا یہ جواب دے گی کہ بے شک ہم اس وقت

موجود نہ تھے مگر ان کے واقعات وحالات کی خبر ہمیں ہمارے صادق ومصدوق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ کتاب دی ہے، جس پر ہم ایمان لائے اور ان کی خبر کو اپنے معائنہ سے زیادہ وقیع اور سچا جانتے ہیں، اس لئے ہم اپنی شہادت میں حق اور سچے ہیں اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیش ہوں گے، اور ان گواہوں کی توثیق کریں گے کہ بے شک انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری تعلیم کے ذریعہ ان کو یہ صحیح حالات معلوم ہوئے۔

سامعین کرام!

اس بیان سے آپ نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ امت محمدیہ کی جو فضیلت آیت مذکورہ میں بتلائی گئی وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا یعنی ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنائی ہے یا یہ بولنے اور لکھنے میں تو ایک لفظ ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے کسی قوم یا شخص میں جتنے کمالات اس دنیا میں ہو سکتے ہیں ان سب کے لئے حاوی اور جامع ہے

اس میں امت محمدیہ کو امت وسط یعنی معتدل امت فرما کر یہ بتلا دیا کہ انسان کا جوہر شرافت وفضیلت ان میں کمال کا موجود ہے، اور جس غرض کے لئے یہ آسمان وزمین کا سارا نظام ہے، اور جس کے لئے انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابیں بھیجی گئی ہیں قرآن کریم نے اس امت کے متعلق اس خاص وصف کا بیان مختلف آیات میں مختلف عنوانات سے لیا ہے، سورۂ اعراف کے آخر میں امت محمدیہ کے لئے ارشاد ہوا **وممن خلقنا امة يهدون بالحق وبه يعدلون** اس میں امت محمدیہ کے روحانی واخلاقی اعتدال کو واضح فرمایا ہے، کہ وہ اپنی ذاتی مفادات اور خواہشات کو چھوڑ کر آسمانی ہدایت کے مطابق خود بھی چلتے ہیں اور دوسروں کو بھی چلانے کی کوشش کرتے ہیں اور کسی معاملے میں نزاع

واختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ بھی اس بے لاگ آسمانی قانون کے ذریعہ کرتے ہیں، جس میں کسی قوم یا شخص کے خصوصی مفاد کا کوئی شائبہ نہیں۔

**نکتہ**: ایک نکتے کی بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں افراط وتفریط تھی لیکن ہمارے آقائے رحمت ؐ کے زمانے میں افراط وتفریط کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ:

ہماری شریعت معتدل
ہمارا مذہب معتدل
ہمارا اسلام معتدل
ہمارے نبیؐ معتدل
ہمارے امام معتدل
ہمارا علم وعمل معتدل
ہمارا قول وفعل معتدل

بہرکیف دعاء فرمائیں کہ خداوند کریم محشر کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کا حقدار ہمیں بھی بنائے اور اپنی مرضیات پر چلائے (آمین)

☆☆☆

# یوم الاحد (اتوار)

**الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد عن ام سلمة رضی اللّٰہ عنھا قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر ما یصوم من الایام ویقول انھما یوما عید للمشر کین فانا احب ان اخالفھم۔ (رواہٗ مسلم)**

## نوجوانان ملت اسلامیہ!

آج میرا عنوان یوم احد ہے یعنی شریعت مطہرہ کے بانی، صدر الشریعۃ آقائے رحمت شفیع امم محسن اعظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا اہمیت وفضیلت بتائی ہے اس کو عیاں اور بیاں کرنے کی جرأت کر رہا ہوں دعاء فرمائیں کہ مالک حقیقی حق گوئی کے ساتھ ساتھ زبان میں تاثیر دے۔ (آمین)

بہر حال اتوار یہ ایک ایسا دن ہے کہ جسکے اندر زمانۂ جاہلیت میں یہود ونصاریٰ خوشی ومسرت کی فضاؤں میں جھومتے اور عید منایا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو خوش آمدید پیش کرتے اور اہلاً وسہلاً مرحبا کے ترانے گاتے تو جب اس کی خبر آقائے رحمت تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو انہوں نے فرمایا **انھما یوما عید للمشر کین انا احب ان اخالفھم** کہ سنیچر اور اتوار کا دن یہود ونصاریٰ کے لئے عید ہے (یاد رہے کہ حدیث مذکورہ کے اندر مشرکین سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں) پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔

لہٰذا قول و عمل میں ان کی مخالفت کرو۔

لب و لہجہ میں ان کی مخالفت کرو۔

لباس و کردار میں ان کی مخالفت کرو۔

کھانے پینے میں ان کی مخالفت کرو۔

چال چلن میں ان کی مخالفت کرو۔

حتیٰ کہ جتنے بھی امور یہود و نصاریٰ کے نزدیک شائع ہیں تمام کے اندر ان کی خلاف ورزی کرو کیوں کہ اگر کسی بھی عمل کے اندر ان کی اتباع کی گئی تو وہ لوگ ہماری شریعت و مذہب کا استہزاء کریں گے اور ہر گلی کوچہ، میں اور ہر قریہ و قصبہ میں زلزلہ کی طرح یہ شور مچائیں گے کہ امت محمدیہ نے میری اتباع اور مشابہت اختیار کرلی، لیکن سامعین کرام ایک بات یاد رہے کہ انسان کو ہر اس شخص کے افعال، اقوال، کردار، رہن سہن، سے الگ تھلگ رہنا چاہئے جو اسلام کی مخالفت کرتا ہو چناں چہ اسی خلجان کو دفع کرنے کے لئے ہم سب کے محسن عرس الدنیا والآخرۃ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من **تشبہ بقوم فھو منھم** بہر حال ان یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی شکل یہ نکلے گی کہ جب اس نے زمانہ جاہلیت میں اور ابھی بھی اتوار کے دن عید منائی اور منا رہے ہیں تو اب ہم اس دن روزہ رکھیں گے۔

ذکر اللہ کریں گے۔

رضاء الٰہی کے لئے جانی مالی قربانیاں پیش کریں گے۔

اتباع رسول کے لئے نظر و فکر کی تلواریں چلائیں گے۔

اور خدا کی وحدانیت کا اعلان کریں گے۔

چناں چہ میں نے دوران خطبہ ایک حدیث کی تلاوت کی ارشاد ہے وعن

**عائشة رضی اللہ عنها قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یصوم یوم السبت ویوم الاحد اکثر ما یصوم من الایام** کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنیچر اور اتوار کے دن اور دنوں سے زیادہ روزہ رکھا کرتے تھے تا کہ یہود و نصاریٰ کی عید کی مخالفت لازم آئے۔

عزت مآب، سامعین کرام!

اس حدیث سے ایک نصیحت اظہر من الشمس ہو رہی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ کثرت سے روزہ رکھے تا کہ خواہشات نفسانی کچلنے کے ساتھ ساتھ رضاء الٰہی حاصل ہو۔

چونکہ روزہ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔

روزہ خواہشات نفسانیہ کے ختم کرنے کا ایک اہم سبب ہے۔

روزہ رضاء الٰہی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

روزہ پل صراط پار کرنے کی مشین ہے۔

اور جس نے کسی مخالفین اسلام کی مخالفت میں روزہ رکھا تو ان کے لئے سونے پر سہاگہ ہے۔ بہر کیف اس مذکورہ حدیث سے ایک اور نصیحت کالشمس علی نصف النہار ہو رہی ہے، کہ اگر دنیا کے اندر یہ بات معائنہ میں پائی جائے کہ ہمارے کسی عمل سے مخالفین اسلام کی تقویت ہوتی ہے تو فوراً اس عمل کو چھوڑ کر ایسا عمل کرے کہ اسلام کی تقویت اور مخالفین کی مخالفت عیاں ہو چونکہ یہ طریقہ حضورؐ کا ہے۔

یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

یہ افعال واقوال حضورؐ کے ہیں، یہ نصیحت حضورؐ کی ہے، بہر حال آج یوم

احد ہے اور یہ ایک ایسا دن ہے کہ جس دن حضرت حق جل مجدہٗ نے عظیم الشان مخلوق پہاڑ کا وجود بخشا اور یہ بھی انسان کے مفاد سے خالی نہیں چونکہ خداوند قدوس نے جن اشیاء کا بھی وجود بخشا ہے تمام کے تمام انسان کے مفاد کے لئے ہیں نیز مزید مصلحت خداوندی سے خالی نہیں لہٰذا زمین کے بعد پہاڑ کے وجود کی ضرورت اس لئے پڑی جیسا کہ سائنس دانوں کی تحقیقات اور آقا کے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ زمین اپنی جگہ سے کھسکے نہیں اور اپنی سابقہ جگہ پر مستقر رہے چونکہ اگر پہاڑ کا وجود نہ ہوتا تو زمین اپنی جگہ کما حقہ مستقر نہ رہتی اور آخر کار جملہ مخلوقات کی ہلاکتوں کا سبب بن جاتی۔

بہر صورت ہم تمام حضرات کے غور و فکر کرنے کا مقام ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے ہمارے لئے کیسی کیسی نعمتیں پیدا کیں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے رب حقیقی نے ہمارے لئے قدم قدم پر نعمتوں و اشیاء کے انبار لگا دئے لیکن پھر بھی ہم کیسے انسان ہیں کہ کما حقہ خداوند قدوس کا شکریہ ادا نہیں کرتے، خیر ہم لوگوں کو ہر حال میں خداوند کریم کی حمد و ثناء کرنا چاہئے خواہ غم ہو یا خوشی جیسا کہ ابھی ایک شعر یاد آرہا ہے۔

یا رب حمدتُ حمدًا کثیرًا
او کان تعطنی الفرحة او الحزنی ابدًا

کہ اے رب کریم میں آپ کا شکر و تعریف ادا کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا، خواہ تو مصیبت میں رکھ یا خوشی میں۔

عزیزان گرامی!

اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن ایسی نعمت عظمیٰ پیدا فرمائی جس کے ذریعہ لوگ تراش تراش کر مکانات بناتے ہیں، اتوار کے دن:

ایسی نعمت پیدا فرمائی کہ لوگ اسکے ذریعہ ہلاکت و بربادی سے رک گئے۔

ایسی نعمت پیدا فرمائی کہ اس کے ذریعہ لوگ زیب وزینت کے سامان فراہم کرتے ہیں۔

ایسی نعمت پیدا فرمائی کہ اس کے ذریعہ لوگ مساجد و مدارس تیار کرتے ہیں۔

ایسی نعمت پیدا فرمائی کہ اس کے ذریعہ لوگ آرام پاتے ہیں۔

مسلمانو!

جس چیز کو رب حقیقی نے یوم الاحد میں پیدا فرمایا اس کی اتنی حقیقت وعظمت ہے کہ اس جبل سے باریٔ تعالیٰ نے گفتگو کی اور فرمایا کہ میں آپ کو ایک امانت عظمیٰ دینے والا ہوں کیا اس امانت کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے برداشت کرلیں گے؟ تو جبل نے کہا یا ارحم الراحمین یا خیر الرازقین یا اکرم الاکرمین یارب العالمین۔

یہ ایک ایسی امانت ہے کہ جس کو دنیا کے اندر سیدۃ الامانات کہا جاتا ہے سو میں اسے کیسے برداشت کرسکتا ہوں:

میرے اندر اتنی طاقت نہیں
میرے اندر اتنی جرأت نہیں
میرے اندر اتنی ہمت نہیں
میرے اندر اتنی حیثیت نہیں
میری اتنی حقیقت نہیں
میری اتنی عظمت نہیں

کہ میں اس قرآن کریم کے حقوق کو کماحقہٗ ادا کروں اور اسے برداشت کرلوں،

گویا کہ پہاڑ نے کہا کہ یا اللہ اگر تو نے قرآن ہمارے اوپر نازل کیا تو میری دھجیاں اڑ جائیں گی۔ جیسا کہ خود قرآن نے نقشہ کھینچا ہے ولو انزلنا هذا القرآن علٰی جبلٍ لرأيتهٗ خاشعاً متصدعاً من خشية الله کہ یا اللہ اگر تو نے اس کتاب کو ہمارے اوپر نازل کیا تو میں هباءً منثوراً ہو جاؤں گا اور دنیا کے اندر میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا۔

میرے دوستو! خود غور کریں کہ پہاڑ کی کیا عظمت ہے کہ:
اس سے رب کریم نے سوال کیا
اس سے رب حقیقی نے تفتیش کی
اس سے رب العالمین نے گفتگو کی، اس سے رب کائنات نے اپنی امانت دینے کا ارادہ کیا، لیکن پہاڑ نے گریہ وزاری کی اور بارگاہ ایزدی میں رونے لگے اور سربسجود ہو کے یہی کہا کہ یا اللہ ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے، بالآخر اس کتاب مقدس کو سرور کائنات فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جس شیٔ کو یوم السبت میں پیدا فرمایا یعنی پہاڑ کے سلسلے میں رب کریم نے بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کر دیا ثم قست قلوبكم من بعد ذلك فهي كالحجارةِ او اشدُّ قسوةً وانّ من الحجارةِ لمّا يتفجر منه الانهرُ پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس کے بعد سو وہ ہو گئے جیسے پتھر یا ان سے بھی سخت اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں، اس جگہ پتھر کے تین اثرات بیان کئے گئے ہیں، اول ان سے زیادہ پانی نکلنا، دوم کم پانی نکلنا، ان دو میں تو کسی کو شبہ نہیں پڑتا، تیسری صورت یعنی خدا کے خوف سے پتھر کا نیچے آ گرنا، اس میں ممکن ہے کہ کسی کو شبہ ہو، کیونکہ پتھر کو تو

عقل اور حس نہیں ہے، سو یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ خوف کے لئے عقل کی تو ضرورت نہیں، کیونکہ حیوانات لایعقل میں خوف کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے، البتہ حس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جمادات میں اتنی حس بھی نہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ حس حیات پر موقوف ہے، اور بہت ممکن ہے کہ ان میں ایسی حیات ہو جس کا ہم کو ادراک نہ ہوتا ہو، جیسا جو ہر دماغ کے احساس کا بہت سے عقلاء کو ادراک نہیں ہوتا، وہ محض دلائل سے اس کے قائل ہوتے ہیں تو دلائل طیبہ سے ظاہر نص قرآن کی دلالت اور قوت کسی طرح بھی کم نہیں، پھر ہمارا یہ دعویٰ بھی نہیں کہ ہمیشہ پتھر گرنے کی علت خوف ہی ہو، کیونکہ اللہ تعالٰی نے یہ فرمایا ہے کہ بعض پتھر اس وجہ سے گر جاتے ہیں، سو بہت ممکن ہے کہ گرنے کے اسباب مختلف ہوں، ان میں سے بعض طبعی ہوں اور ایک سبب خوف خدا بھی ہو، اس مقام پر تین قسم کے پتھروں کے ذکر میں ترتیب نہایت لطیف اور افادۂ مقصود نہایت بلیغ انداز میں کیا گیا ہے یعنی بعض پتھروں میں تاثر اتنا قوی ہے جس سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں جن سے مخلوق خدا فائدہ اٹھاتی ہیں اور ان یہودیوں کے دل ایسے بھی نہیں کہ مخلوق خدا کی تکلیف و مصیبت میں پگھل جائیں اور بعض پتھروں میں تاثر اتنا قوی ہے جس سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں جن سے مخلوق خدا کی تکلیف و مصیبت میں پگھلی جائیں اور بعض پتھروں میں ان سے کم تاثر ہوتا ہے جس سے کم نفع پہنچتا ہے، تو یہ پتھر بہ نسبت اول کے کم نرم ہوئے، اور ان کے قلوب ان دوم درجہ کے پتھروں سے بھی سخت ہیں اور بعض پتھروں میں گو اس درجہ کا اثر نہیں مگر پھر بھی ایک اثر تو ہے کہ خوف خدا سے نیچے گر آتے ہیں، گو درجہ میں پہلی قسموں سے یہ ضعیف تر ہیں مگر ان کے قلوب میں تو کم درجہ اور ضعیف ترین جذبہ انفعال بھی نہیں۔

بہرکیف اتوار کے اوپر گفتگو بہت لمبی چوڑی ہے لیکن میری زبان کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر طویل روشنی ڈال سکوں، خیر اتنی بات ضرور یاد رکھیں کہ ہم اور آپ تمام حضرات تہہ دل سے یہ ارادہ اور عزم مصمم کریں کہ ہم خوب خوب نیکیاں کریں گے رو رو کر رب کریم کو منائیں گے، انشاء اللہ العزیز۔

دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب حضرات سے راضی ہو جائے، آمین۔

☆☆☆

# یوم الاثنین (پیر)

**الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ اشرف المرسلین، وعن ابی قتادۃ قال سئلَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ ۔**

**(رواہ مسلم)**

سامعین کرام ونوجوانان اسلام ومہمانان عظام!

آج میرا عنوان یوم اثنین ہے یعنی اس بات کو عیاں اور بیاں کرنا ہے کہ پیر جیسے متبرک اور محترم دن کے سلسلے میں تاجدار کونین فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے۔

چنانچہ اس دن کی اہمیت، وفضیلت اور عظمت ورفعت کافی ہیں کیونکہ یہ ہی ایسا معظم اور مکرم یوم ہے کہ:

اس دن رحمت للعالمین پیدا ہوئے اور دنیا کی تمام تاریکیوں اور جہالتوں کو ہباءً منثوراً فرمایا۔

یہی وہ دن ہے کہ جس میں لوگوں کو عظیم جہالت سے عافیت ملی۔

یہی وہ دن ہے کہ جس میں جمیع ماکان ومایکون نے اہلاً وسہلاً مرحبا کے ترانے گائے۔

یہی وہ دن ہے کہ حور عین وغلمان نے خوش آمدید کے تحفے حضورؐ پر پیش کئے

یہی وہ دن ہے کہ جس میں لا تعدو لا تحصٰی کی مقدار لڑکیوں کی جان بچی۔

یہی وہ دن ہے کہ جس میں حلیمہؓ کی گود رحمت الٰہی سے بھرپور ہوئی۔

یہی وہ دن ہے کہ جس میں یتیموں کے ملجاء غلاموں کے مولیٰ مبعوث ہوئے۔

ان تمام کنایات سے میری مراد تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جیسا کہ میں نے دوران خطبہ ایک حدیث کی تلاوت کی کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پیر کے دن روزہ رکھنے میں کون سی مصلحت اور راز و نیاز کی باتیں مخفی ہیں؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا فیہ ولدتُ کہ اس دن میری پیدائش ہوئی ہے لہٰذا تم لوگ حضرت حق جل مجدہٗ کے شکریے میں روزہ رکھو، کیونکہ یہ دن ایسا محترم دن ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے اندھیروں کے بادلوں اور ظلم وتشدد کے پہاڑوں کو حضور اکرمؐ کے ذریعہ پارہ پارہ کردیا جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ حضور اکرمؐ کی بعثت سے قبل دنیا کے اندر ظلم وتشدد اور حقوق تلفی عام تھی حتی کہ زندہ لڑکیوں کو درگور کردیا جاتا تھا لیکن جب حضورؐ کی بعثت ہوئی تو آپ نے ان تمام خرافات وفسادات کو تہہ وبالا کردیا اور آپؐ نے بہانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کردیا کہ حق والوں کا حق دو۔

ظلم وتشدد کا معاملہ ہرگز نہ کرو۔

لڑکیوں کی ہرگز جان نہ لو۔

اور جملہ مخلوقات پر رحم وکرم کا معاملہ کرو۔

حتی کہ آپ نے چوپائے کے بھی حقوق دلوائے چنانچہ آپ کو باری تعالیٰ نے رحمت للعالمین کے لقب سے ملقب فرمایا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

**وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ**
**وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ**

ہمدردانِ قوم وملت!

پیر ہی ایسا دن ہے کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت حق جل مجدہٗ نے اپنی مقدس کتاب قرآن شریف کے نزول کی ابتداء فرمائی، جیسا کہ خود محسن اعظم سید المرسلین والنبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

وفیہ انزل علیّ کہ پیر کے دن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام ہم پر اپنی بے مثال کتاب قرآن شریف کے نزول کی ابتداء فرمائی تا کہ لوگوں کو اس کے ذریعہ راہ راست پر لاسکیں اور جملہ انسان اس پر اپنے اعتقادات راسخہ کو مستحکم رکھیں تو گویا کہ:

یہ ایسا عظیم الشان دن ہے کہ جس کے اندر رب کریم نے قرآن کا نزول فرمایا۔

یہ ایسا عظیم الشان دن ہے کہ جس میں حضور اکرم کو ممتاز معجزہ دیا گیا۔

یہ ایسا عظیم الشان دن ہے کہ جس میں حضورؐ پرنور کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

بہر کیف یہ عظیم نعمت کی وجہ سے صرف حضور ہی کو خوشی نہ ہوئی بلکہ تمام امت مسلمہ بھی خوشی ومسرت کے نہروں میں غوطہ لگانے لگے اور ایسا کیوں نہ ہو۔

جب کہ اس نعمت کی وجہ سے امت محمدیہ کو شہداء علی الناس کا لقب ملا۔

اسی نعمت کی وجہ سے امت محمدیہ کو وسط کا لقب ملا۔

اسی نعمت کی وجہ سے ہزاروں سے زائد انسان جہنم کی آگ سے بچ گئے۔

اسی نعمت کی وجہ سے کتب سابقہ منسوخ ہوئیں۔

اسی نعمت کی وجہ سے حضرت عائشہ پر اللہ کا سلام آیا۔

لہٰذا اسی تمام خوشی کی وجہ سے حضورؐ اکرم نے یوم اثنین کا روزہ رکھا پس ہمیں بھی چاہئے کہ حضور اکرم کی اتباع کرتے ہوئے یوم اثنین کا روزہ رکھیں، اگر روزہ نہ رکھ سکیں تو اس دن کثرت سے ذکر اللہ کرنا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء کرام یوم اثنین کے روزہ اور کثرت ذکر اللہ کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

نوجوانان اسلام!

یہ ایک ایسا مکرم اور معظم دن ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے اس دن درختوں کے ذریعہ زمین کو مزین کر دیا جس کی وجہ سے زمین کے اندر کافی خوبصورتی پیدا ہوگئی، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آسمان کو اللہ نے چاند اور ستاروں سے مزین کیا اور زمین کو درختوں اور پہاڑوں کے ذریعہ مزین کیا جیسا کہ ایک شعر احقر کے ذہن میں گونج رہا ہے۔

**یجمل الارض بالشجر والحجر**
**تزین السماء بالنجوم والقمر**

بہر حال جس چیز کو اللہ نے پیر کے دن وجود بخشا (یعنی درخت) اس کے ذریعہ ہمارے طرح طرح کے کام نکلتے ہیں جیسا کہ ہم تمام حضرات کو اس بات کا مشاہدہ اور معائنہ ہوگا کہ اس درخت کے ذریعہ مکانات بنائے جاتے ہیں اور مزید اس نعمت سے ہمارے چوپائے کے گھاس خوراک وغیرہ بنایا کرتے ہیں نیز ہماری سبزیوں اور ترکاریوں میں بھی کافی درخت کام آتے ہیں۔

**لہٰذا**

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جو ہمارے اور ہمارے چوپائے کے خوراک کے کام آتی ہیں۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اگر ہمارے چوپائے نہ کھائیں تو مرجائیں گے۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے ذریعہ ہمارے لئے طرح طرح کی آرام دہ چیزیں بنتی ہیں۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ ہم ہمیشہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور تاقیامت مستفید ہوتے رہیں گے۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ قال اللہ اور قال الرسول کو زیر تحریر لایا جاتا ہے۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ صحابہ کرام نے نزول قرآن کے وقت کلام اللہ کو لکھا۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ حضورؐ نے امت کو سبق دیا۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ حضورؐ اس کے ذریعہ تاقیامت کیلئے نصیحت فرماگئے۔

بہر حال جس چیز کو اللہ نے پیر کے دن پیدا فرمایا اس کی کافی اہمیتیں اور فضیلتیں ہیں جس کو بیان کرنے سے میری زبان وقلم قاصر وعاجز ہیں، بہر صورت آگے تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے تعرض الاعمال یوم الاثنین کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اس کی بھلائی اور برائی تمام اعمال عند اللہ پیر کے دن پہنچتا ہے اور پہنچتا رہے گا اسی وجہ سے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہمارے اعمال عند اللہ پیش کئے جائیں تو اس وقت ہم روزے سے رہیں تو ارجح اور افضل بات ہے تاکہ اللہ تعالیٰ میری نیکیوں کو دیکھ کر میرے درجات کو بڑھا دے اور برائی کو ہباءً منثوراً کردے کیونکہ وہ غفور الرحیم ہیں، اور وہ تلاش کرتے ہیں کہ میرا

کون سا بندہ اپنے اعمال کے ذریعہ معافی طلب کرتا ہے اور میں ان کو معاف کر دوں۔

گرامی قدر ساتھیو!

بس شیٔ (درخت) کا وجود رب کریم نے پیر کے دن بخشا ہے سو اس کی عظمت و حقیقت اتنی ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے بارہا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے **ولا تقربا هذهِ الشجرة فتكونا من الظّٰلمين** یعنی جب خداوند قدوس نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرایا تو باری تعالیٰ نے ایک شرط لگائی کہ جنت کے اندر جہاں چاہو ٹھہرو لیکن ایک درخت کی نفی کی یعنی اس درخت کے قریب بھی نہ جاؤ، ظاہر ہے کہ اصل مقصد تو یہ تھا کہ اس درخت یا اس کے پھل کو نہ کھاؤ مگر احتیاطاً حکم یہ دیا گیا کہ اس کے قریب بھی نہ جاؤ اس سے اصول فقہ کا مسئلہ سد ذرائع ثابت ہوا، یعنی بعض چیزیں اپنی ذات میں ناجائز کام میں مبتلا ہو جائیں گی تو اس جائز چیز کو بھی روک یا جاتا ہے، جیسے درخت کے قریب جانا ذریعہ بن سکتا تھا اس کے پھل پھول (کھانے کا) اس ذریعہ کو بھی منع فرما دیا گیا، اسی کا نام اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع ہے، اب یہاں پر ایک شبہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء کرام معصوم ہیں تو پھر حضرت آدم سے مذکورہ وقوع کیسے صادر ہوا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء کرام غیر معصوم ہیں سو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ صورت سہو اور نسیان پر محمول ہے (یہ میرا عنوان نہیں ہے اس وجہ سے طوالت سے اجتناب کرتا ہوں)

اسی طریقے سے آگے شجر کا تذکرہ خود قرآن کریم نے کیا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے **الم تر كيف ضرب الله مثلاً كلمة طيبةً كشجرة طيبةٍ اصلها ثابت وّفرعها في السماء** اسی طریقے سے رب ذوالجلال نے شجر کا

تذکرہ آگے فرمایا چنانچہ بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کر دیا **واوحی ربّك الى النّحل ان اتّخذ من الجبال بيوتًا ومن الشّجر وممّا يعرشون۔**

قارئین کرام!

اس جگہ ایک شبہ ہوگا کہ وحی تو حیوان ناطق کی طرف کی جاتی ہے لیکن آیت مذکورہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وحی کبھی کبھی حیوان ناحق کی طرف بھی کی جاتی ہے تو اس شبہ کا جواب خود باری تعالیٰ نے دے دیا کہ یہاں وحی سے مراد خود لفظ وحی نہیں ہے بلکہ القاء ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نحل کی طرف القاء کیا، بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نحل جیسے جانوروں کو بھی حکم فرمایا کہ پہاڑ اور درخت کو تراش کر گھر بنائیں، تو گویا کہ اللہ تعالیٰ نے جس شئ کو وجود بخشا ہے اسکی ضرورت انسان ہی نہیں بلکہ جمیع ما کان وما یکون کو ہے کیونکہ اگر یہ درخت نہ ہوتا تو

انسان پریشان ہوتے
نحل پریشان ہوتے
چوپائے پریشان ہوتے

بہر حال باری تعالیٰ نے جس چیز کا وجود پیر کے دن بخشا ہے اس کی اتنی عظمت ہے کہ باری تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب کے اندر کئی کئی جگہوں پر تذکرہ فرمایا، بہر حال ان کی نعمت اور احسان ہمارے اور آپ کے اوپر کافی ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ان کی عبادت کثرت سے کریں، منہیات سے پرہیز کریں

دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ذکر اللہ کی توفیق بخشے، (آمین)

☆☆☆

# یوم الثلثاء (منگل)

**الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہٗ اما بعد! عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من الشھر الثلثاء۔ (رواہ الترمذی)**

نوجوانان اسلام و سامعین کرام و مہمانان عظام!

آج احقر جس موضوع پر لب کشائی کرنا چاہتا ہے وہ موضوع ایک جانب امت محمدیہ کے لئے نصیحت آمیز باتیں کہنے کھڑا ہے تو دوسری طرف بصیرت افروز کلمات ادا کرنے کے لئے مستعد ہے اسی طریقے سے ایک کنارے حضرت حق جل مجدہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اپنے لبوں کو حرکت دینے میں منہمک ہے تو دوسری جانب رب کریم کی طرف معافی کی درخواست کرنے کے لئے گریہ وزاری میں مصروف ہے، بہرحال آج میرا موضوع "یوم الثلثاء" ہے، یعنی اس بات کو آشکار کرتا ہے کہ اس دن رب کریم نے دنیا کے اندر کن چیزوں کو وجود بخشا اور اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے عمل کو عملی جامہ سے مزین کرکے امت کے سامنے پیش فرمایا، چنانچہ میں نے دوران خطبہ ایک حدیث کے مختصر ٹکڑے کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے جیسا کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے فرماتی ہیں کہ سید المرسلین والنبیین محسن اعظم آقائے رحمت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کچھ نہ کچھ دن روزہ

رکھا کرتے تھے تو جب آپؐ روزے کی ابتداء فرماتے تو وہ دن منگل کا ہوا کرتا لیکن دوسری روایت میں ہے کہ آپ سنیچر سے روزے کی ابتداء فرماتے جیسا کہ ماقبل میں احقر بیان کر چکا ہے تو ان دونوں روایات کی توجیہ اس طرح کی جائے گی کہ حضور اکرم ہر مہینے تین دن روزہ رکھا کرتے تھے، تو کبھی سنیچر سے شروع فرمایا اور سنیچر، اتوار، پیر کو روزے کا اختتام فرما لیتے اور کبھی منگل کو روزے کی ابتداء فرماتے اور منگل، بدھ، جمعرات کو روزے کا اختتام فرما لیتے، بہر حال یوم الثلثاء ایسا متبرک دن ہے کہ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلی روزے کی ابتداء فرمائی۔

یہ دن ایسا مکرم دن ہے کہ حضور اکرمؐ نے اپنے افعال و کردار حسنہ سے امت مسلمہ کو نصیحت فرمائی۔

یہ دن ایسا محترم دن ہے کہ حضور اکرمؐ نے یہود و نصاریٰ کی مخالفت فرمائی۔

یہ دن ایسا معظم دن ہے کہ حضور اکرمؐ نے اس دن مہمانان عظام کو اپنے گھر مدعو فرمایا۔

بہر کیف ہم تمام حضرات کے لئے ایمان افروز نصیحتیں ہیں کہ جس طرح حضور اکرمؐ ہر مہینے تین دن کے روزے رکھے ہیں اور کبھی روزے کی ابتداء یوم السبت سے کرتے اور کبھی یوم الثلثاء سے فرماتے تو ہمیں بھی چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر مہینے تین دن روزہ رکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ اس بہانے مغفرت فرما دے چونکہ وہ بہانہ تلاش کرتے ہیں، جیسا کہ بندۂ ناچیز کے ذہن میں ایک شعر گردش کر رہا ہے

هو بحث الحيلة كيغفرة بعلمه
لانه الغفار لكل المؤمنين والمؤمنات

کہ خداوند قدوس کی ذات اپنے بندوں کے لئے خواہ مومن ہوں یا مومنات ہر ایک سے ایک بہانہ تلاش کرتا ہے تاکہ اس بہانے کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے۔

لیکن ایک بات یاد رہے کہ یہ تمام کے تمام روزے نہ فرض ہیں نہ واجب اور نہ سنت مؤکدہ بلکہ اگر کسی نے رکھ لیا تو اس نے حضور اکرمؐ کے نقش قدم کو اختیار کیا اور بروز قیامت ان کے درجات دوسروں کے مقابلے میں بڑھا دیئے جائیں گے۔

مذہب اسلام کے شگفتہ پھولو!

آپ حضرت حق جل مجدہٗ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان قربان کرنے والے انسان ہیں تو جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھے ہیں اسی طرح آپ بھی روزے رکھیں اگر آپ سے تین دن نہ ہو سکے تو کم از کم دو یا ایک دن مہینے میں ضرور روزہ رکھ لیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ان مذکورہ ایام میں کثرت سے ذکر اللہ کریں، بہرحال روزہ رکھنے میں طرح طرح کے فائدے ہیں بالخصوص ان نوجوانوں کے لئے جن کی شادی نہ ہوئی ہو اسے چاہئے کہ مہینہ میں تین ہی نہیں بلکہ اس سے تجاوز کرکے روزے رکھیں چونکہ اس سے:

پہلا فائدہ یہ ہے کہ بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت وعظمت پر گامزن ہونے کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بروز قیامت آپ کا اعمال نامہ بھاری ہو جائے گا۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ آپ دنیا و آخرت میں ممتاز و سرفراز رہیں گے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ بروز قیامت اس دھوپ کی شدت میں آپ پر سایہ فگن رہے گا کہ جس دن لوگ نفسی نفسی کے عالم ہوں گے۔

خیر ان مذکورہ فوائد کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں لیکن یہ میرا موضوع نہیں اسی وجہ سے اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

میرے بزرگو اور دوستو!

یوم الثلثاء کو حضرت حق جل مجدہٗ نے اشیاء مکروہہ کا وجود بخشا جیسا کہ آقائے نامدار تاجدار بطحا، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خلق اللہ المکروھة یوم الثلثاء کہ اللہ تعالیٰ نے منگل کے دن اشیاء مکروہہ کو پیدا فرمایا اور یہ بھی یہ نعمت من اللہ جملہ مخلوقات کے فائدے سے منزہ نہیں کیونکہ باری تعالیٰ عالم الغیب ہیں۔

اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

مختار کل ہیں۔

اور ان کو لا ریب ہر ایک چیز کی خبر ہے کہ میرا بندہ کن اشیاء کا ضرورت مند ہے اور انہیں کن کی حاجت ہے تو انہی تمام مصلحتوں کی بنیاد پر اشیاء مکروہہ کا وجود ہوا، لیکن افسوس صد افسوس یہ ہے کہ ہمارے بعض ساتھی منگل کے دن کو منحوسیت کی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں، اسی وجہ سے حسب منشاء صحیح طور پر کام وغیرہ انجام نہیں دیتے ہیں۔

گرامی قدر ساتھیو! یاد رکھنا اس قول و فعل سے

اللہ کی ناراضگی

حضور اکرمؐ کی ناراضگی

مقربین کی ناراضگی

محبوبین کی ناراضگی
اللہ کی نعمت کی ناقدری
اللہ کی وحدانیت پر حرف
اللہ کی صفات پر آنچ

آتی ہے، اسی وجہ سے کسی بھی دن کی اہانت نہ کریں، کیونکہ بعض قصبوں میں سنیچر کے دن میں شکار نہیں کرتے ہیں اور دلیل میں یہود کے واقعہ سابقہ پیش کرتے ہیں، لہٰذا یہ بھی سراسر غلط ہے کیونکہ یہ تمام باتیں صرف یہود کے مذہب میں رائج تھیں اور ہمارے مذہب میں وہ حکم منسوخ ہے، بہر حال رب کریم کی ہر ہر نعمت ہمارے لئے قابل قدر اور قابل تحسین ہے کیونکہ خداوند قدوس کا حکم مصلحت اور مفاد انسانی سے مبرّہ نہیں بلکہ باری تعالیٰ کا ہر ہر حکم مصلحت اور راز سے لبریز ہے، جیسا کہ آگے رب کریم نے اعلان کردیا **و خلق کل شیئ** کہ ہر ہر چیز کا پیدا کرنے والا باری تعالیٰ ہے، خواہ شیٔ حرام ہوں
خواہ شیٔ مکروہ ہوں
خواہ شیٔ جائز

خواہ شیٔ ناجائز ہوں، چیز کا پیدا کرنے والا رب کریم ہے اور جتنی بھی چیز مبعوث کی گئی ہیں تمام کے تمام ہمارے ہی فائدے کے لئے ہیں جیسا کہ آگے رب حقیقی نے بہانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر ارشاد فرمایا **وسخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الارضِ جمیعًا** کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کے فائدے کے لئے مسخر کردیا خواہ اشیاء بری ہوں یا بحری یعنی جمیع ماکان وما یکون کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا محض جن و بشر کے لئے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔

سامعین کرام!

بعض لوگوں نے یہ کہا کہ شئ حرام کو باری تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا کیونکہ ایسی چیزوں کا وقوع باری تعالیٰ سے ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

ان تمام نظریات کی تردید میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **و خلق کل شیء وھو بکل شیء علیم** کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا باری تعالیٰ ہے، لیکن ایک بات یاد رہے کہ تمام چیزوں کا وجود تو حضرت حق جل مجدہٗ نے ضرور بخشا ہے لیکن جن جن چیزوں پر حرمت کا حکم نافذ کیا ہے اس سے اہل ایمان کو بچنا چاہئے کیونکہ باری تعالیٰ امتحان لیتے ہیں کہ کیا میرا بندہ ان چیزوں سے رکتا ہے یا نہیں یعنی میری نفی و اثبات پر گامزن رہتا ہے یا حدود سے تجاوز کرتا ہے، پس انسان کو چاہئے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا باری تعالیٰ ہے خواہ اشیاء ناجائز ہو یا جائز، اوران عقیدے پر مستقر رہنے کے ساتھ ساتھ باری تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل کرتا رہے تاکہ فرقہ باطلہ کی تردید کے ساتھ ساتھ **و خلق کل شیء وھو بکل شیء علیم** پر عمل ہوتا رہے، بہرحال اشیاء مکروہہ کا وجود باری تعالیٰ نے منگل کے دن بخشا پس لوگوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے کن کن چیزوں کا وجود بخشا ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام حضرات کو منشاء خداوندی پر چلنے اور رضاء الٰہی حاصل کرنے کالائق بنادے۔ (آمین)

☆☆☆

# یوم الاربعاء (بدھ)

**الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الدنیا و الآخرۃ الی یوم القیامۃ وعلی آلہ و صحابہ اجمعین اما بعد**

**قال شفیع یوم المحشر صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ النور یوم الاربعاء (رواہُ مسلم روایتہٗ ابوھریرہ)**

محترم حضرات سامعین کرام ومہمانان عظام!

آج ایک ایسے عظیم المرتبت موضوع پر گفتگو کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جس کی ایک اہمیت چاند سورج سے بالاتر ہے تو دوسری فضیلت عرش الٰہی چھونے کو تیار، جس موضوع پر آج تک کسی نے نہ قلم اٹھایا اور نہ اپنی زبان کھولی اگر بطور عدم مشاہدہ کے کسی نے ایسا کیا تو انہوں نے اس کا کماحقہٗ حق ادا نہیں فرمایا، لیکن ایک مبتدی طالب علم اس عظیم الشان موضوع پر لب کشائی کرنے کی جراٗت کر رہا ہے، دعاء فرمائیں کہ حضرت حق جل مجدہٗ حق گوئی کی توفیق بخشے۔ (آمین)

بہرحال یہ ایسا عنوان ہے کہ خطابت کے معاملے میں منفرد تحریر کی صف میں ممتاز، تقابل کے میدان میں اعلیٰ فضیلت کے معاملے میں افضل، اور ٹکراؤ کے معاملے میں اولیٰ، ترجیح کے فضاؤں میں ارجح، نمبرات کے حاصل کرنے میں اتم ثابت و مستحکم ہے جیسے ہم اور آپ ''یوم الاربعاء'' کے اسم سے مسمیٰ کرتے ہیں یعنی بدھ کا دن، اور اسی دن حضرت حق جل مجدہٗ نے نور کا وجود بخشا جب میری زبان اور قلم پر نور کا لفظ جاری اور ساری ہوا تو ذہن کے اندر ایک شعر گردش

کر رہا ہے:

**ھذہٖ النعمة ممتاز علی کل الا نعمة**

**لانہ منھا عرش ومحمد قبل الآدم**

یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ رب کریم نے عرش وکرسی کو وجود بخشا۔

یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ قبل الآدم حضورؐ کا وجود بخشا۔

یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ رب کریم نے ملائکہ کو وجود بخشا۔

یہ ایک ایسی عظیم الشان نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ رب کریم نے اپنے مقربین بندوں کو وجود بخشا۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اسے دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام گر پڑے۔

یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ جیسے دیکھ کر لوگ متعجب د پریشان ہیں۔

بہر کیف عرض یہ کرنا ہے کہ مذکورہ عظیم الشان نعمت کا وجود یوم الاربعاء کو پڑا جیسا کہ میں نے دوران خطبہ ایک حدیث کے ٹکڑے کی تلاوت کی۔

سید المرسلین، والنبیین، والمقربین، المحبوبین، وشفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کر دیا۔

**خلق اللّٰہ النور یوم الاربعاء** کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے بدھ کے دن نور کا وجود بخشا۔

قارئین عظام! نور کے معنی آتے ہیں روشنی کے چنانچہ یہی وہ شئی ہے کہ جس کے ذریعہ حضرت حق جل مجدہٗ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے کئی سال قبل

تاجدار کونین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات کو تیار کیا اور اپنے محبوب بندہ کی وجہ سے حضرت حق جل مجدہٗ نے:

جنت کو پیدا فرمایا۔

حور عین کو پیدا فرمایا۔

غلمان کو پیدا فرمایا۔

پانی کو پیدا فرمایا۔

قرآن کا نزول فرمایا۔

کتب سابقہ کو منسوخ فرمایا۔

آسمان کو پیدا فرمایا۔

زمین کو پیدا فرمایا۔

شجر و حجر کو پیدا فرمایا۔

گویا کہ پوری کائنات کا وجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل میں ہوا، **لولاك لما خلقت الافلاك** لہٰذا ہر ایک شخص خواہ بادشاہ ہو یا رعایا عورت ہو، یا مرد ہر ایک کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان رکھے۔

بہر حال باتیں طویل ہو رہی ہیں عرض یہ کرنا ہے کہ یہ متبرک اور معظم دن ہے کہ ایک جانب اپنی باہوں میں اللہ کی مغفرت کا تمغہ لئے کھڑا ہے، تو دوسری جانب محتاج بندوں کے سوال کے جواب پورا کرنے کے لئے منتظر ہے چنانچہ جب بندہ بدھ کے دن خشوع وخضوع سے حضرت حق جل مجدہٗ سے گریہ وزاری کرتا ہے تو عرش وکرسی کے اندر صدائیں گونج اٹھتی ہیں بندہ مانگ تو کیا مانگتا ہے؟ میں عطا کروں گا، سوال کر کیا سوال کرتا ہے میں تیرے سوال کو پورا کردوں گا،

لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اللہ سے خوب مانگے۔

ملت اسلامیہ کے ہونہار فرزندو!

انہیں مذکورہ جملہ وجوہات کی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاربعاء میں اکثر و بیشتر روزہ رکھا کرتے تھے اور مزید ارشاد فرماتے کہ بدھ کے دن فرشتے ہر گلی، کوچہ، طبقہ، ضلع، صوبہ، ملک در ملک حتی کہ پوری دنیا کے اندر گشت کرتے ہیں:

کہ کونسا بندہ اللہ کا محبوب بندہ ہے؟

جو رب کریم سے طلب کرے اور اس مطلوبہ سوال کی خبر خداوند قدوس کو بطور شاہد کے دے دوں اور وہ اس کو عطا کرے؟

کونسا بندہ ہے کہ اس متبرک اور محترم دن میں اولاد طلب کرے اور اللہ ان کو اولاد عطا کرے؟

کونسا محبوب بندہ ہے کہ حلال رزق کی درخواست کرے اور اللہ ان کی فریاد کو پائے تکمیل تک پہنچائے؟

کونسا محبوب بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ذکاوت اور ترقی علم کی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ اس کو عالم باعمل بنائے؟

کونسا محبوب بندہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی پریشانیاں دفع کرنے کی درخواست کرے اور باری تعالیٰ ان کو تمام پریشانیوں سے نجات دلائے؟

گویا کہ طرح طرح کی صدائیں فضا میں گونجتی رہتی ہیں اور بالآخر فرشتے جمعرات کی صبح میں عند اللہ حاضر ہوتے ہیں اور تمام بشیریاں سناتے ہیں، اور باری تعالیٰ مستحقین کی دعاء قبول فرماتے ہیں تو عرض یہ کرنا ہے کہ اسی تمام مذکورہ وجوہات کی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے منگل، بدھ، جمعرات میں

روزہ رکھا کرتے تھے، بالخصوص آپ نے یوم الاربعاء کو ترجیح دی ہے، چنانچہ محسن اعظم شفیع محشر نبی برحق تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انا اصوم یوم الاربعاء کہ میں روزے سے ہوتا ہوں بدھ کے دن تاکہ اللہ تعالیٰ اس فعل کے صدقے میں ہماری اور ہماری امتوں کی بخشش فرمادے، آمین۔

### امت محمدیہ کے نوشگفتہ پھولو!

غور کرنے کا مقام ہے کہ یوم الاربعاء (بدھ) کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا، ذکر اللہ کیا، رضاء الٰہی کے لئے طرح طرح کی مشقتوں اور پریشانیوں کا سامنا کیا، ذکر و فکر میں معروف رہے، تو کیا ہم اور آپ حضرات یوم الاربعاء کو روزہ اور ذکر اللہ نہیں کر سکتے ہیں؟ یقیناً کرنا چاہئے تاکہ رضاء الٰہی کے ساتھ ساتھ حضور اکرم ﷺ کی اتباع ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس نور کا تذکرہ قرآن کریم کے اندر کئی جگہوں پہ آیا ہے حتی کہ باری تعالیٰ نے مستقل ایک سورت کا نام سورۂ نور رکھا ہے، اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ نور خداوند قدوس کی صفت ہے جیسا کہ قرآن کریم اس بات پر ناطق ہے اللہ نور السّمٰوٰتِ والاَرض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ کہ اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمینوں کی مثال اس کی روشنی کی جیسے طاق، یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن پیدا فرمایا سو اس کی رونق اور روشنی سے زمین و آسمان منور ہے یعنی اگر دنیا و مافیہا کو اگر اس کی مدد نہ ملے تو جمیع ماکان و مایکون ویران ہو جائیں گی (موضح القرآن) گویا کہ سارے مخلوقات کو نور اسی سے ملا ہے

خواہ چاند ہوں یا سورج
خواہ ستارے ہوں یا سیارے

خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء
خواہ ائمہ کرام ہوں یا سلف صالحین

یعنی کائنات کو جو ظاہری و باطنی روشنی ہے اسی نور (اللہ تعالیٰ) سے مستفاد ہے، ہدایت و معرفت کا جو چکارا کسی کو پہنچتا ہے اسی بارگاہ رفیع سے پہنچتا ہے، تمام علویات و سفلیات اس کی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ سے منور ہیں، حسن و جمال یا خوبی و کمال کی کوئی چمک اگر کہیں نظر پڑتی ہے اسی کی وجہ سے منور اور ذات مبارک کے جمال و کمال کا ایک پرتو ہے، سیرۃ ابن اسحٰق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستایا تو یہ دعاء زبان پر تھی اعوذ بنور وجهك الذى اشرقت له الظلمات وصلح عليه امر الدنيا والآخرة ان يحل بى غضبك او ينزل بى سخطك لك الا العقبٰى حتّٰى ترضى ولا حول ولا قوّة الا بالله رات کی تاریکی میں اپنے رب کو انت نور السموات والارض کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو ہی نہیں بال بال میں اس سے نور طلب فرماتے تھے اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے ہیں واجعل لی نورًا یا واعظم لی نورًا یا واجعلنی نورًا یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے، اور ایک حدیث میں ہے ان الله خلق خلقه فى ظلمةٍ ثم القٰى عليهم من نوره فمن اصابه من نوره يومئذٍ اهتدا ومن اخطاه ضلّ (فتح الباری ج ٦، ص ٤٣٠) یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اس سے چوکا گمراہ رہا، لیکن ایک بات واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت مثلاً سمع، بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی ایسے ہی صفت نور بھی ہے ممکنات کو نور پر قیاس نہ کیا جائے۔

محترم حضرات!

جس چیز کا وجود رب کریم نے بدھ کے دن بخشا ہے اس کی اتنی اہمیت ہے کہ پھر آگے خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا نورٌ علی نور یھد اللہ لنورہٖ من یشاءُ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اپنے نور کے ذریعہ سے لیکن ایک بات یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت اسی کو دیتا ہے جو ہدایت کے مستحق ہوتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر چراغ میں تیل ہو تو چراغ جلانے میں لطف ملتا ہے لیکن اگر چراغ میں تیل نہ ہو اور پھر بھی اس چراغ کو جلائے تو وہ جلانا لغو ہوگا پس ایسے ہی مثال ہے امت کے لئے کہ جس شخص کے اندر وحدانیت کی بو رہتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ھدیً للمتقین، اسی بناء پر ایک واقعہ یاد آگیا کہ جب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانیٔ دار العلوم ندوۃ العلماء و جامعہ رحمانی، حضرت شاہ فضل رحماں گنج مراد آبادی کے پاس پہنچے تو حضرت گنج مراد آبادیؒ نے حضرت مونگیری کو اپنا خلیفہ متعین کیا، تو تمام لوگ متعجب ہو گئے کہ آخر کیا بات ہے کہ حضرت گنج مراد آبادیؒ نے حضرت مونگیریؒ کو اپنا خلیفہ بنالیا؟ جب لوگوں نے آپؒ سے دریافت کیا کہ حضرت آپ کے بہت سارے مریدین تھے لیکن آپؒ نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور مونگیریؒ کو بنایا، تو حضرت شاہ فضل رحماں گنج مراد آبادی نے جواب دیا کہ جس چراغ کے اندر تیل ہو تو اس چراغ کو جلانے میں مزہ آتا ہے تو گویا کہ حضرت مونگیریؒ کے اندر اتنی خداداد صلاحیت موجود تھی کہ دیا سلائی لگتے ہی عالم کو روشن کردے گا، بہر حال اسی طرح یوم الاربعاء کی فضیلت پر دوسری جگہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ومن لم یجعل اللہ له نورًا فماله من نورہٖ یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے پس اس کے

لئے اب کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

قارئین کرام!

یہاں نور کے معنی ہدایت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہدایت کو بھی بدھ کے دن ہی پیدا فرمایا تو گویا کہ رب کریم نے

جنت میں لیجانے والی چیز کا وجود بدھ کے دن بخشا
جہنم سے نجات دلانے والی چیز کا وجود بدھ کے دن بخشا
پلصراط سے پار کرنے والی چیز کا وجود بدھ کے دن بخشا
دیدار خداوندی کے اسباب کو بدھ کے دن پیدا فرمایا

بہرحال اس عظیم الشان ساعت اس متبرک لمحہ اس اہم گھڑی کی فضیلتیں کافی ہیں لیکن اس زبان کے اندر اتنی طاقت نہیں کہ کماحقہٗ اس کو بیان کرے، خیر۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ تمام حضرات کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق بخشے (آمین) وما علینا الاّ البلاغ.

فلاحی کتب خانہ

# یوم الخمیس (جمعرات)

**نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہِ الکریمِ اما بعد! عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی فانا صائم (رواہ الترمذی)**

گلشن اسلامیہ کے شگفتہ پھولو!

حضرت حق جل مجدہٗ کا بہت بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے ہمیں لب کشائی کی ہمت بخشی ورنہ میری کیا حقیقت وحیثیت کہ آپ جیسے ذی علم کے سامنے گفتگو کروں، خیر دعا فرمائیں کہ رب کریم حق گوئی کی توفیق بخشے (آمین) بہر حال آج میرا موضوع یوم الخمیس ہے، چونکہ یہ ایک ایسا متبرک اور معظم دن ہے کہ اس دن رب حقیقی نے حضرت سیدنا آدمؑ کو وجود میں لانے کا ارادہ فرمایا اور اسی دن فرشتوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا جیسا کہ ارشاد باری ہے **قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء** تو فرشتوں کے ان خیالات کے جواب میں ارشاد فرمایا **انی اعلم مالا تعلمون** اسی طریقے سے یوم الخمیس میں فرشتے بندوں کے تمام جائز اور ناجائز اعمال لیکر رجوع عند اللہ ہوتے ہیں یعنی اولاً تو فرشتے بحکم الٰہی دنیا کے اندر گشت کرتے ہیں اور جو جیسا عمل کرتا ہے خواہ بھلا ہو یا برا، ثواب ہو یا گناہ، ان کے اعمال کے نمبرات عند اللہ یوم الخمیس میں پیش کئے جاتے ہیں جیسا کہ رحمت للعالمین شفیع المومنین وخاتم النبیین والمرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، **تعرض**

**الاعمال یوم الاثنین والخمیس احب ان یعرض عملی فانا صائم** کہ حضرت حق جل مجدہٗ کے یہاں میرا نامہ اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کیا جاتا ہے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزے سے رہوں، بہرحال باری تعالیٰ کے نزدیک گناہ اور ثواب تمام خبریں پہنچتی ہیں اور اس پر جزا وسزا مرتب ہوتے ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کرکے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ

**امت محمدیہ کے پُر بہار فرزندو!**

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ قول کے اندر (مذکورہ حدیث) بہت سارے حکم ومصالح کی باتیں مخفی ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جب انسان روزے سے رہتا ہے اور اپنی تمام نفسانی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر خدا تعالیٰ کی یاد میں پاگل اور دیوانہ رہتا ہے، رحمت الٰہی جوش میں آتی ہیں اور تمام ملائکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم گواہ رہنا میرا وہ بندہ جو اپنی جوان بیوی کی خوبصورتی ترک کرکے میری یاد میں دیوانہ وپاگل ہے اسی طرح وہ عورتیں جو اپنے خوبصورت شوہروں کو ترک کرکے جمعرات کے دن روزے سے ہیں اور میرے اذکار وافکار میں معروف ہیں تو میں نے ان کے اس فعل کے نتیجے میں جملہ اگلے پچھلے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا اور میں نے ان تمام حضرات پر جنت واجب کردیا۔

بہرحال یہ ایسا متبرک اور معظم دن ہے کہ ملائکہ نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:

**یہ ایسا دن ہے کہ اس دن حضرت آدم کے وجود کا عنداللہ تبصرہ ہورہا تھا۔**

یہ ایسا دن ہے کہ اس دن فرشتے بندوں کے جملہ نامہ اعمال لیکر عند اللہ رجوع ہوتے ہیں۔

یہ ایسا دن ہے کہ اس دن باری تعالیٰ بندوں کے حق میں سزا اور جزا کا فیصلہ کرتے ہیں۔

یہ ایسا دن ہے کہ اس دن حضور اکرمؐ نے روزے رکھنے کو پسند فرمایا اور رہتی دنیا تک یہ نصیحت کر گئے کہ منگل، بدھ، جمعرات روزہ رکھنا۔

بہرحال شروع میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ مذکورہ حدیث سے چند باتیں عیاں اور بیاں ہو رہی ہیں تو ایک بات کا بیان ہو چکا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب انسان روزے سے ہوتا ہے تو صائم کی نظر غلط افعال واقوال کی طرف نہیں جاتی اور نہ ہی انکا ذہن اعمال سیۂ کی طرف جاتا بلکہ ہمیشہ ذکر وفکر کی فضاؤں میں صائمین کے تصورات وتفہمات بازگشت کرتے ہیں اور الا اللہ کی ضربوں سے شیاطین کے کالے منہ هباءً منثوراً ہوتے ہیں، لہٰذا یہ تمام اعمال رضاء الٰہی کے اسباب ہیں، حضور اکرمؐ کی مذکورہ حدیث کے اندر اتنی ہی بات مخفی نہیں بلکہ ان کے علاوہ بہت ساری باتیں ہیں لیکن وقت ان کی اجازت نہیں دیتا، خیر انہی مذکورہ تمام وجوہات کی بنیاد پر آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روزے میں اپنے اعضاء وجوارح کو آرام پہنچاتے، بہرکیف اگر کسی کو روزہ رکھنے کا موقع نہ ملے کوئی عذر پیش آجائے تو اس دن بکثرت ذکراللہ میں معروف رہیں تا کہ رضاء الٰہی کے ساتھ ساتھ آپ عاشق رسول کی صفوں میں شریک ہونے کے مجاز ہوں اور جس نے بھی عشق رسول میں تن من دھن کی بازی لگادی اور وہ اسی حالت میں جان بحق ہو گئے تو یقیناً ولازماً ان کی بخشش ہوجائے گی جیسا کہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب

کہا ہے:

نبی کی محبت میں نکل جائے دم
تو ہوجائے بخشش خدا کی قسم

عزیزان قوم!

یہ وہ متبرک دن ہے کہ اس دن خداوند قدوس نے چوپائے کو وجود بخشا جیسا کہ خود آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **وبث فیھا الدواب یوم الخمیس** کہ جمعرات کے دن رب کریم نے اشرف المخلوقات کے لئے چوپائے کا وجود بخشا تاکہ حضرت انسان اس سے مکمل مستفید ہوں اور باری تعالیٰ کے احسانات اور شفقتوں کو یاد کرے۔

بہر حال جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعرات کے دن پیدا فرمایا ان کی اہمیت کوئی کم نہیں کیونکہ ان کی ضرورت انسان کیلئے شدید ہی نہیں بلکہ اشد ہے۔

چونکہ یہی وہ شئ ہے کہ جس نے حضرت اسماعیل کی جگہ پر اپنی گردن کٹادی

یہی وہ شئ ہے کہ جس نے جد امجد حضرت ابراہیم کی عظیم قربانی کی یاد کو تا قیامت قائم رکھا

یہی وہ شئ ہے کہ جس سے انسان ہر سال قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

یہی وہ شئ ہے جس کی وجہ سے امت محمدیہ پر سے عظیم بوجھ ہٹادیا گیا۔

یہی وہ شئ ہے جس کی وجہ سے عربوں کھربوں مسلمانوں کی جان بچ گئی۔

یہی وہ شئ ہے جسکے ذریعہ انسان اپنے پاس نیکیوں کے انبار لگاتے ہیں

یہی وہ شئ ہے کہ جس کے ذریعہ لوگ بروز قیامت پلصراط سے بجلی کی طرح پار کرجائیں گے۔

خیر جس چیز کو باری تعالیٰ نے یوم الخمیس میں مبعوث فرمایا اس کی اس قدر

فضیلت ہے کہ کماحقہٗ اس پر مختصر گفتگو کرنے سے قاصر و عاجز ہے، لیکن نصیحت آمیز بات یہ ہے کہ جس شیٔ کا وجود، جمعرات کو ہوا اس کی اس قدر دلیری ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ اپنے لخت جگر نور نظر حضرت اسماعیل کو میرے راستے میں ذبح کر دیں تو انہوں نے آکر اپنے جگر کے ٹکڑے کے پاس اس واقعہ کو بیان فرمایا تو جواباً رضاء الٰہی کے لئے نور نظر فرماتے ہیں یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ تو بالآخر تمام مراحل طے پانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے ہاتھ میں چھری لی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چلادی تو فوراً اسی چوپائے کی جماعت میں سے ایک دنبہ سرخم کر دیتا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بچ جاتے ہیں (یہی وہ چیز ہے جس کو اللہ نے جمعرات کے دن وجود بخشا)

جیسا کہ کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون؟
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون؟

بہر حال جس چیز کا وجود باری تعالیٰ نے جمعرات کے دن بخشا ہے اور جس نے حضرت اسماعیل کے لئے اپنی گردن عند اللہ سپرد کر دیا اس کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم وما من دآبۃٍ فی الاَرضِ اِلاّ علی اللّٰه رِزقُها کہ کوئی دابہ نہیں ہے زمین پر بغیر اللہ تعالیٰ کے رزق کے اس آیت کریمہ سے چند باتیں عیاں و بیاں ہوتی ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ جمیع ماکان و ما یکون کا خالق خداوند قدیر ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کے ایک اشارے پر ایک ناعقل جانور نے سرخم کر دیا اور اپنی گردن کٹا دی، اور اس آیت کی تفسیر حضرت شیخ الہندؒ نے ان الفاظ کے

ساتھ کی ہے زمین پر چلنے والا جانور جسے رزق کی احتیاج لاحق ہو اس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمہ لازم کرلیا ہے، جس قدر روزی جس کے لئے مقدر ہے یقیناً پہنچ کر رہیگی، وسائل واسباب بندہ اختیار کرتا ہے وہ روزی پہنچنے کے دروازے ہیں، اگر آدمی کی نظر اسباب وتدابیر کے اختیار کرتے وقت مسبب الاسباب پر ہو تو یہ توکل کے منافی نہیں، البتہ خدا کی قدرت کو ان اسباب عادیہ میں محصور ومقید نہ سمجھا جائے، وہ گاہ بگاہ سلسلہ اسباب کو چھوڑ کر بھی روزی پہنچاتا یا اور کوئی کام کردیتا ہے، بہر حال جب تمام جانداروں کی حسب استعداد غذا اور معاش مہیا کرنا حق تعالیٰ کا کام ہے تو ضروری ہے کہ اس کا علم ان سب پر محیط ہو ورنہ ان کی روزی کی خبر گیری کیسے کر سکے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دابہ کے اندر اتنی صلاحیت واستعداد پیدا کی ہے کہ وہ اللہ اور رسول کی باتوں کو سمجھ لیتے ہیں بہر حال خداوند قدوس کے حکم کو کیسے سمجھتے ہیں وہ تو عیاں ہوگیا، اب یہ عرض کرنا ہے کہ رسول اکرمؐ کی باتوں کو کیسے سمجھتے ہیں ان کو عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب حضور اکرمؐ مدینہ طیبہ سے تھوڑے دن کے لئے جدا ہوئے تو وہاں کے جانوروں نے آپؐ سے گفتگو کی کہ میرا مالک میرے ساتھ ظلم کا معاملہ کرتے ہیں، اسی طرح آیت سے یہ اندازہ ہوا کہ وحدانیت ورسالت کو دابہ نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ دابہ نے جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہا اور حکم کی تعمیل کی پس اسی طرح دابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور اپنے حالات سے واقف کرایا۔

گرامی قدر ساتھیو!

جمعرات ایسا دن ہے کہ اس کے صبح ہو کر قیامت کا وقوع ہوگا اور دنیا کی تمام چیزیں تہہ وبالا ہو جائیں گی اور لوگ نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے پس

لوگوں کو چاہئے کہ ایسے دنوں میں خوب خوب اسباب رضاء الٰہی مہیا کریں کیونکہ جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا تو پھر انسان کی مغفرت مشکل ہے ہاں جس اللہ تعالیٰ رحم وکرم کا معاملہ فرمادیں، بہرحال دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی مغفرت فرمائے آمین اور آخرت میں درجات عالیہ میں جگہ نصیب فرمائے، آمین۔

وما علینا الا البلاغ

فلاحی کتب خانہ

# صلوٰۃ الفجر

**الحمد للہ نحمدہٗ ونصلی علی اشرف المرسلین والنبیین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد! وقال اللہ تعالٰی وقران الفجر انّ قران الفجر کان مشھودًا (بنی اسرائیل)**

برادران اسلام، سامعین کرام، ومہمانان عظام!

آج میرا عنوان ''صلوٰۃ الفجر'' ہے اور یہ ایک ایسا موضوع ہے جو اگر اپنے ایک بازو میں فضیلتوں کے انبار لئے فضاؤں کے اندر بازگشت کر رہا ہے تو دوسرا پہلو نصیحت وعظمت سے لبریز ہے، اسی طریقے سے اگر ایک جانب رحمتوں کے خزانے سمیٹے ہوئے ہے تو دوسری طرف شفقتوں ومحبتوں کے ذخیرے لئے مستعد، حتی کہ ایک طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک وسکون ابدی لئے نداء لگا رہا ہے تو دوسری جانب حکم الٰہی کی تکمیل میں مصروف، خیر دعاء فرمایئے کہ حضرت حق جل مجدہٗ موضوع کی مناسبت کے ساتھ حق گوئی کی توفیق بخشے، آمین۔

ابھی میں نے دوران خطبہ کلام اللہ شریف کی تلاوت کی جس کے اندر رب کریم نے صلوٰۃ فجر کو قرآن الفجر سے تعبیر فرمایا ہے چنانچہ اس کی تفسیر کے پیش نظر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن الفجر سے صلوٰۃ فجر میں تطویل قرأت مطلوب ہے کیونکہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے اللہ کا معجزہ ہے، اللہ کا تحفہ ہے، جس کو آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تا کہ میرا بندہ ان کی بکثرت تلاوت کرے چنانچہ حضور اکرمؐ، صحابہ

کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ کرامؒ، سلف صالحینؒ کا یہ معمول رہا ہے کہ کثرت سے تلاوت فرماتے جیسا کہ روایات سے اس بات کی تصدیق ملتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت ہے کہ صلوٰۃ فجر میں لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت فرماتے یعنی فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو آیتوں کی تلاوت فرماتے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صلوٰۃ فجر میں مکمل سورۂ بقرہ کی تلاوت فرماتے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سورۂ نمل، بنی اسرائیل، ہود، یونس جیسی لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت فرماتے، اور مزید ارشاد ہوتا ہے کہ جتنی لذتیں ہمیں تلاوت کلام اللہ میں حاصل ہوتی ہیں اتنی لذت ہمیں کسی اور شئ میں حاصل نہیں ہوتیں۔

عزیزان گرامی! **وقران الفجر** کی ایک مثال گوش گذار کرتا ہوں کہ جب کسی عاشق کے پاس معشوق کا خط آتا ہے تو عاشق اس خط کو پہلے سینے سے لگاتے ہیں، پھر آنکھوں سے چومتے ہیں، پھر لبوں کو حرکت میں لاتے ہیں، حتی کہ اس خط کے ذریعہ طرح طرح کی راحت و آرام اور سکون محسوس کرتے ہیں نیز اس خط کو ایک ہی مرتبہ نہیں بلکہ کم از کم دن میں تین چار اور نہ معلوم کتنی بار معائنہ کرتے ہیں، لہٰذا غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک دنیاوی عاشق اور معشوق کا یہ حال ہے جو حادث اور ختم ہو جانے والا ہے تو پھر وہ عاشق و معشوق کا کیا حال ہوگا جو ہمیشہ رہنے والا ہے چنانچہ رب حقیقی معشوق اور شفیع المؤمنین سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عاشق ہیں فلہٰذا بذریعہ جبرئیل معشوق کا پیغام بشکل قرآن لایا گیا اور عاشق صادق نے بار بار اسے پڑھا اور سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے چوما اور ایک عظیم تحفہ کے ساتھ ساتھ معجزہ عظیمہ شمار فرمایا، بہرحال عرض یہ کرنا ہے کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رب کریم کے عاشق تھے اسی

طرح ہم بھی ان کے عاشق ہیں لہٰذا ان کے کلام کو بار بار پڑھتے ہیں اور ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ تا حیات پڑھتے رہیں گے تا کہ سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مصداق بن سکیں، اور باری تعالیٰ کا قول وقرآن الفجر کا حق ادا کرنے میں تن من دھن کی بازی لگا دیں، لیکن افسوس صد افسوس کہ بعض شہروں کے اندر معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ اگر امام صاحب نے صلوٰۃ فجر کے اندر کوئی لمبی سورت تلاوت کر دی تو مسجد کے متولی اور دیگر حضرات کہہ پڑتے ہیں مولانا صاحب؟ اختصار کیجئے۔ **استغفر اللہ استغفر اللہ ..**

اگر دنیا کا کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو یقیناً

وہ اللہ کا باغی ہے
وہ اسلام کا باغی ہے
وہ قرآن کا باغی ہے
وہ رسول اللہ کا باغی ہے
وہ صحابہ کرام کا باغی ہے
وہ تابعین وتبع تابعین کا باغی ہے

اور ستم بالائے ستم بات یہ ہے کہ اس نے مسجد کے امام صاحب پر حکومت کی حالانکہ امام متبوع ہوتے ہیں اور جملہ مقتدی تابع کیونکہ اگر خود امام صاحب مقتدی کے مشورہ، مقتدی کے حکم کے تحت ہیں تو پھر امام ہونے کا مطلب کیا ہوتا ہے، بہرحال امام صاحب مقتدی کو جو کہیں گے وہ مقتدی کو کرنا ہوگا کیونکہ امام صاحب کی تعظیم وتوقیر ہم پر ضروری ہے جیسا کہ فرمان باری ہے وتعزروہٗ وتوقروہٗ کہ اس کی تعظیم وتوقیر کرو۔

گلشن اسلامیہ کے شگفتہ پھولو! آگے میں نے تلاوت کی اِنَّ قُرْآنَ

الفجر کَانَ مَشْهُوْدًا یعنی رب کریم ۲۴ گھنٹوں میں ملائکہ کی دو جماعت مبعوث فرماتے ہیں ایک جماعت عصر کے وقت سے لیکر فجر کے وقت تک کے لئے اور دوسری جماعت فجر سے لیکر عصر تک کے لئے لہٰذا

فجر ہی کا یہ وہ وقت ہے کہ ملائکۃ اللہ کا اجتماع ہوتا ہے۔

فجر ہی کا یہ وہ وقت ہے کہ رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے۔

فجر کا ہی یہ وہ وقت ہے کہ ان ساعتوں کو باری تعالیٰ نے قرآن الفجر کے لقب سے ملقب کیا۔

فجر کا ہی یہ وہ وقت ہے کہ انسان موت مجازی سے فرصت پاتا ہے۔

بہرکیف انہی لمحات، انہی ساعات، انہی اوقات اور انہی گھڑیوں کے سلسلے میں آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر اور عصر کے وقت میں دن اور رات کے فرشتوں کی تبدیلیاں ہوتی ہیں گویا کہ ان اوقات میں لیل ونہار کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے لہٰذا فجر کے وقت کی قرأت اور نماز ان مقربین کے روبرو ہوتی ہیں جو زیادتی برکت ووسیلہ کا موجب ہیں اور اس وقت اوپر جانے والے فرشتے خدا کے یہاں شہادت دیتے ہیں کہ یارب العالمین، یاارحم الراحمین، یااکرم الاکرمین جب آپ نے ہمیں دنیا کی جانب مبعوث فرمایا تو ہم نے تیرے بندوں کو حالت صلوٰۃ میں پایا اور جب ہم نے رجوع من الدنیا الی السماء کیا تب بھی ہم نے تیرے بندوں کو نماز پڑھتے دیکھا، اس کے بعد رحمت الٰہی جوش میں آتی ہیں، صدائیں بلند ہوتی ہیں کہ باری تعالیٰ نے ان تمام مصلیین کی مغفرت فرمادی، اب رہی یہ بات کہ صلوٰۃ الفجر سب سے پہلے کس نے ادا کی اور کیوں کی؟ تو اس سلسلے میں علماء اسلام کے نظریات صحابہ کرام کے تجربات، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یہ

ہیں کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے سب سے پہلے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو وجود بخشا، پھر جنت میں داخل فرمایا اور مزید ارشاد باری ہوا کہ آپ جنت کے اندر جہاں چاہیں مقیم رہیں جو چیز چاہیں تناول فرمائیں لیکن صرف ایک درخت کے پھل تو درکنار اس کے قریب بھی نہ جائیں جیسا کہ قرآن ناطق ہے **ولاتقربا هذه الشجرة** لیکن شجرۂ ممنوعہ کے قریب آپ نے پہنچ کر تناول فرمالیا تو فوراً آپ کو جنت سے نکال دیا گیا اور دنیا کے اندر آدم علیہ السلام باری تعالیٰ سے توبہ کرتے رہے بالآخر یہی وہ فجر کا وقت ہے کہ آپ کی توبہ عنداللہ قبول ہوئی اور آپ علیہ السلام نے شکرانہ میں دو رکعت صلاۃ فجر ادا کی (لیکن آدم کے اس مذکورہ فعل سے یہ لازم نہیں آتا کہ انبیاء کرام غیر معصوم ہیں بلکہ علماء اسلام کے نزدیک متفق علیہ بات یہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم ہیں اب رہا مذکورہ عمل کا جواب تو اس سلسلے میں کہا جائے گا کہ آدم سے غلطی نہیں ہوئی بلکہ آپ سے چوک ہوگئی تھی) گویا کہ:

فجر کا یہ وہی وقت ہے کہ حضرت سیدنا آدم کی توبہ قبول ہوئی۔
یہ وہی وقت ہے کہ حضرت آدم کے سامنے مقربین نے بحکم الٰہی سجدہ کیا۔
یہ وہی وقت ہے کہ آدم کی فوقیت جمیع ماکان و ما یکون پر ہوتی ہے۔
یہ وہی وقت ہے کہ حضرت آدم خوشی و مسرت کی فضاؤں میں جھوم اٹھے۔
یہ وہی وقت ہے کہ ابلیس لعین راندۂ درگاہ ہوا۔

امت مسلمہ کے ہونہار فرزندو!

فجر کا یہ ایسا وقت ہے کہ انسان پوری رات خواب غفلت میں مبتلا رہتا ہے گویا کہ موت صغریٰ طاری ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ان لمحوں میں باری تعالیٰ کو بھول جاتا ہے چونکہ جب ان ساعتوں میں اپنی خبر نہیں ہوتی تو دوسرے

کی خبر کہاں ہوگی پس ان تمام وجوہات کی بنیاد پر انسان کو چاہئے کہ جب خواب غفلت سے بیدار ہوں تو بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جائیں، اور انہی عبادات وصلوٰۃ کو باری تعالیٰ نے وقرآنَ الفجرِ سے تعبیر فرمایا ہے۔

نوجوانان اسلام ومہمان کرام!

جب اہل ایمان کو جنت میں داخل کیا جائے گا تو اسے ہر ایک نعمت عطا کی جائے گی بالآخر خداوند قدوس تمام جنتیوں سے سوال کریں گے کہ اب تمہیں کون سی نعمت چاہئے تو تمام حضرات بیک الفاظ کہیں گے کہ اب صرف آپ کا دیدار چاہئے۔

قارئین کرام!

غور کریں کہ دیدار الہٰی کتنی بڑی نعمت ہے، اسی بناء پر حضرت حکیم الاسلامؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیدار خداوندی کا خواہش مند ہے تو اسے چاہئے کہ صلوٰۃ فجر وعصر کی پابندی کرے گویا خاصیت تو ہر نماز میں ہے مگر خصوصیت سے یہ دو نمازیں عصر کی اور صبح کی اور یہ دو نمازیں وہ ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کے دیدار کی زیادہ استعداد پیدا کرتی ہیں، اور بظاہر اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان دونوں نمازوں میں عالم غیب آدمی کے قریب ہو جاتا ہے یہ جو اعمال لکھنے والے ملائکہ ہیں یہ رات کے اور ہیں اور دن کے اور ہیں، دن کے لکھنے والے صبح کی نماز کے وقت آتے ہیں اور رات کے لکھنے والے انہیں چارج دے کر واپس ہو جاتے ہیں، یہ دن بھر اعمال لکھتے ہیں عصر کی نماز جب پڑھتے ہیں تو یہ رات والے ملائکہ کو چارج دے دیتے ہیں رات کو وہ اعمال لکھتے ہیں، تو صبح کی نماز میں بھی کروڑوں، اربوں، کھربوں ملائکہ جمع ہوتے ہیں، جو اعمال لکھنے والے ہیں، اور اسی طرح عصر کی نماز کے وقت بھی جمع ہوتے ہیں، ہر بندے کے اوپر دو فرشتے

ہیں جو اعمال لکھتے ہیں، تو اگر بندے ایک ارب ہیں تو وہ چار ارب ہوں گے، غرض اربوں کھربوں کی مقدار میں یہ ملائکہ صبح وشام کی نماز کے وقت آتے ہیں، اور عجیب حکمت ہے حق تعالیٰ کی کہ ان دو نمازوں کے لئے ملائکہ کا تبادلہ رکھا، کیوں رکھا؟ اس لئے کہ جب آدم علیہ السلام کو خلافت دی جارہی تھی اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا انی جاعلٌ فی الارض خلیفة میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے والا ہوں جو میری طرف سے دنیا میں میرا قانون چلائے گا، میری طرف سے نیابت کرے گا اور جو احکام میں نے بندوں کے لئے جاری کئے ہیں انہیں پھیلائے گا میں ایک نائب مقرر کرنے والا ہوں، تو ملائکہ کو خلجان گذرا، جس کی وجوہ تھیں کہ اتجعل فیھا من یُفسد فیھا ویسفك الدّماء ونحن نسبّح بحمدكَ ونقدِّس لكَ آپ ایسی نوع کو خلیفہ بنارہے ہیں جو دنیا میں خونریزی الگ کرے گا فساد الگ مچائے گا اور ہم خدام کہاں چلے گئے ہیں جو ہر وقت آپ کی تسبیح وتہلیل میں مصروف رہتے ہیں، گویا درپردہ اشارہ ادھر تھا کہ خلافت ہمیں دی جائے، یہ انسان تو نہایت ہی مفسد اور سفاک ہوگا، انسان کی تاریخ خونریزی سے بھری پڑی ہے، آدم کے وقت سے آدمی کا خون جو آدمی کے ذریعہ سے بہنا شروع ہوا ہے وہ آج تک بند نہیں ہوا بلکہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے تو انسان انسان کو پھاڑ کھارہا ہے۔

گویا کہ انسان کو درندہ کہنا یہ درندے کی توہین ہے اس لئے کہ درندہ مثلاً شیر ہے اگر پھاڑتا ہے تو بکری کو پھاڑے گا شیر شیر کو نہیں پھاڑتا، انسان ایسا درندہ ہے کہ اپنے ہی بھائی بندوں کو پھاڑ کھاتا ہے، جتنے مہلک ہتھیار ایجاد ہورہے ہیں اور انسان ایجاد کررہے ہیں سو انسانوں ہی کی تباہی کے لئے کررہے ہیں، سانپ بچھوؤں کو ہلاک کرنے کے لئے تو یہ توپیں نہیں ہیں آدمی آدمی کو ہلاک

کرنے کے لئے مہلک ہتھیار تیار کر رہا ہے، تو انسانی تاریخ خون سے بھری ہوتی ہے، انسان ہی انسان کا خون بہا رہا ہے۔

انسان ہی انسان کے حق میں فساد برپا کر رہا ہے۔
انسانی ہی انسان کو قتل کر رہا ہے
انسان ہی انسان کو تہہ و بالا کر رہا ہے
انسان ہی انسان کو نذر آتش کر رہا ہے
انسان ہی انسان کے گوشت و پوست چڑیوں کے نذر کر رہا ہے
انسان ہی انسان کو جہنم کے مستحق بنا رہا ہے

بہر حال دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو ان تمام فتنہ وفسادات سے بچائے، آمین۔

محترم سامعین کرام!

صلوٰۃ فجر کے اندر روحانیت اور ثواب کے انبار لگے ہوئے ہیں چنانچہ جو جتنی عبادات کرتے ہیں ان کو اتنا ہی جوہر اور موتی ملتی ہیں کیونکہ یہی وہ نماز ہے کہ حضرت بلالؓ نے جب آذان دی تو عرش الٰہی کے پائے ہل پڑے اور ملائکۃ اللہ نے حضرت بلال پر اہلاً و سہلاً مرحبا کے ترانے گائے ایک مرتبہ آپؓ نے صلوٰۃ فجر کی آذان دی اور حضور اکرم مسجد اطہر میں جلد نہ آسکے تو سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ، آپ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا **یا نبی اللّٰہ الصلوٰۃ خیر من النوم** جب یہ آواز حضور اکرمؐ کے کانوں میں پہنچی تو حضورؐ نے فرمایا **یا بلال ادخل ھٰذہٖ الکلمات فی اذان الفجر** کہ اے بلال جس کلمات کے ساتھ تو نے ہمیں بلایا ہے سو اس کو اذان کے اندر داخل کرلو، اور ہمیشہ کے لئے داخل رہنے دو چنانچہ حضرت بلالؓ نے ایسا ہی کیا جو کہ اب تک موجود ہے۔

بہرحال دعا فرمائیں کہ باری تعالیٰ ہم لوگوں کو بکثرت ذکر اللہ کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

باری تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق بخشے، آمین۔

باری تعالیٰ وقرآن الفجر الخ پر عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

باری تعالیٰ ہماری تمام ہی عبادات کو اپنے حبیب کے صدقہ و طفیل میں قبول فرمائے، آمین۔

**ان اکتفی بھذہ الکلمات العدیدۃ**

☆☆☆

ABDUSSAMAD RASHEED
S/o M. Arif [illegible]
(Saharanpur)

# صلوٰۃ الظہر

**الحمد للہ کفیٰ وسلام علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ اما بعد!**

**قال اللہ عزوجل اقم الصلوٰۃ لدلوکِ الشمسِ صدق اللہ العظیم**

ملت اسلامیہ کے پُر بہار فرزندو گرامی قدر ساتھیو!

آج میرا عنوان صلوٰۃ الظہر ہے، اور اس کا وقت ایسا ہے کہ انسان تقریبا چھ سات گھنٹوں تک ذکر الٰہی سے غافل رہ کر دنیاوی مشاغل میں مصروف رہتا ہے اور چند ساعت قبل زوال کے وقت سے نجات ملتی ہے اور زوال کا وقت ایسا لمحہ ہے کہ ان ساعتوں میں شیاطین کا وسوسہ ہوتا ہے پس مدعیان اسلام کو چاہئے کہ جب ان تمام مشکلات سے آپ نے نجات پائی ہے تو اب چاہئے کہ خشوع وخضوع سے ذکر الٰہی میں مصروف رہیں، اور شکر خدا سے زبان کو سرشار رکھیں۔

بہرحال ابھی ابھی میں نے دوران خطبہ کلام اللہ شریف کی تلاوت کی ارشاد ہے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس کہ نماز قائم کرو جب سورج ڈھل جائے، توضیح مسئلہ یہ ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو تمام کفار ومشرکین حتی کہ آپ کا خاندان اور آپ کے خویش واقارب اسلام کے جانی دشمن ہوگئے بالآخر آپ نے نجماً نجماً، تدریجاً تدریجاً، شیئاً فشیئاً تبلیغ فرمائی جس کی وجہ سے کچھ لوگ مشرف باسلام ہوئے لیکن جو لوگ ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ کے مصداق تھے وہ اسلام کی حلاوۃ وشیرینی سے محروم رہ گئے اور

یہ لوگ ابتداء تا انتہاء اسلام کے جانی دشمن ثابت ہوئے چنانچہ ان لوگوں نے آپ پر اذیت کی انتہا کر کے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تو حضرت حق جل مجدہٗ نے اپنے حبیب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے میرے عاشق یاد رکھیں جس نے آپ کو اذیت دی اور ہجرت کرنے پر مجبور کیا ہے وہ لوگ خود زیادہ دنوں تک اپنے مسکنوں میں ہرگز ہرگز نہ رہ پائیں گے بالآخر آپ کا مکہ سے تشریف لے جانا تھا کہ تقریباً ڈیڑھ سال بعد مکہ کے بڑے بڑے نامور سردار گھروں سے نکل کر میدان بدر میں آئے پس ان کی نہایت ہی ذلت و رسوائی ہوئی آخر کار ان دشمنان اسلام کی موت اسی حالت میں ہوئی اور ان کے تمام دولت و ثروت تہہ و بالا ہوگئی، پھر قلیل مدت گذرنے کے بعد پورا مکہ ہی نہیں بلکہ پورے جزیرۃ العرب کے اندر آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بھی مخالف باقی نہ رہا، بہرکیف جب آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں تو رب کریم نے اپنے عاشق کی حوصلہ افزائی **واستعینوا بالصبر والصّلوٰۃ** کے ذریعہ فرمائی اور آگے ارشاد ہوا **اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس** کہ آپ ہرگز نہ گھبرائیں کیونکہ دنیاءُ د یہ اصول ہے کہ جب کوئی حق گوئی کے لئے سر اٹھاتا ہے تو اس کا مخالف بدگوئی کے لئے انگشت نمائی کرتا ہے لہٰذا اے نبی آپ ظہر عصر وغیرہ کی نماز ادا کرنے کے ساتھ صبر وسکون کا مظاہرہ کریں۔

برادران ملت!

اس آیت کریمہ سے دور حاضر کے مطابق صاحب ایمان کے لئے ایک نصیحت ہے کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت و پریشانی لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ کثرت سے نماز پڑھے اور حضرت حق جل مجدہٗ سے معافی اور مغفرت کی

دعائیں مانگے۔

خواہ علماء ہوں یا صلحاء۔
اذکیاء ہوں یا اتقیاء
اغنیاء ہوں یا فقراء

گویا پوری دنیا کے لئے یہ ایک انمول نصیحت ہے کہ جب بھی ناپاک حکومت آپ پر ظلم وزیادتی کا معاملہ کرے تو آپ بالخشوع والخضوع رجوع الی اللہ کے ساتھ بکثرت کلام اللہ کی تلاوت کریں لیکن نوجوانان اسلام یادر ہے کہ اگر دفاع کرنے کی نوبت آئے تو عبادۃ خداوندی کے ساتھ ساتھ تلوار، بندوق، بم، میزائیل اٹھانے میں حرج نہ سمجھیں (بہرحال یہ ہمارا موضوع نہیں لیکن جملہ معترضہ کے طور پر بیان کردیا گیا)

کیونکہ نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس نے کفار ومشرکین کو رسوا کیا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس نے مخالفین اسلام کو تہہ وبالا کردیا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ بدر کا میدان فتح ہوا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ حضور اکرم اور ان کے امتیوں کا بول بالا ہوا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا بلند ہوا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ مشرکین کا منہ کالا ہوا اور ہو رہا ہے اور تا قیامت ہوتا رہے گا۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ رضاء الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو راحت وآرام ملتے ہیں۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ حضور اکرمؐ کو معراج میں بلا کر بطور تحفہ دیا گیا۔
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ جس کو حضور اکرمؐ نے اپنے آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا
بہر حال نماز کی بہت سی فضیلتیں ہیں جسے بیان کرنے سے میری زبان قاصر و عاجز ہے، پس اگر کوئی شخص بعد نماز حضرت حق جل مجدہٗ سے دعائیں مانگتا ہے تو عرش الٰہی سے بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ کی طرح آوازیں گونج آتی ہے کہ بندہ مانگ کیا مانگتا ہے فلہٰذا انسان کو چاہئے کہ نماز میں کثرت سے دعائیں مانگیں۔

آیئے بتاتا چلوں کہ ظہر کی نماز سب سے پہلے کس نے اور کیوں ادا کی؟

تو اس سلسلہ میں حیرت انگیز واقعہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بحالت خواب یہ حکم ہوا کہ آپ اپنے لخت جگر نور نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح کر دیں لہٰذا آپ نے اپنے جگر کے ٹکڑے سے فرمایا اے میرے لاڈلے، اے میرے جگر کے ٹکڑے باری تعالیٰ کا ایسا ایسا حکم ہے بتا تیری کیا رائے ہے؟ تو نور نظر نے فرمایا **یا اَبَتِ افْعَلْ ماتؤمَرْ سَتَجِدُنِیْ اِنشاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ** اس کے بعد دونوں مقربان بارگاہ الٰہی اللہ کے حکم کی تعمیل میں جنگل کی طرف نکل پڑتے ہیں تاکہ امر باری صحیح طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے، جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹایا جاتا ہے تو آپ اپنے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اے میرے ابا جان؟ جب آپ میری گردن پر چھری چلائیں تو چلانے سے قبل اولاً ہمارے پیر اور ہاتھ رسیوں سے باندھ دیں، ثانیاً آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تاکہ میری محبت آپ کو متاثر نہ کر سکے، چنانچہ باپ ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور گردن پر چھری چلادی فوراً بحکم الٰہی اسماعیل کی گردن کی جگہ دنبہ نے اپنی

گردن رکھ دی اور دنبہ کے گلے پر چھری چل پڑی اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام بچ گئے پس حضرت ابراہیم بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوئے اور انہوں نے سب سے پہلے چار رکعت صلوٰۃ الظہر ادا کی اور یہ وقت زوال کے بعد کا تھا جس کو ہم اور آپ ظہر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

امت محمدیہ کے دلو یدارو!

آپ کی پیشانی پر ابھرتا ہوا اعتراض کہ ظہر وعصر کی نماز میں میں سری قرأت کیوں ہوئی برخلاف دوسری نمازوں کے تو اس اشکال کا جواب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دیا ہے، چونکہ ظہر اور عصر میں شور وشغف زیادہ ہوتا ہے نیز ان اوقات میں چرند وپرند اور مختلف جانور اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ قرأت صحیح طریقے سے سماعت نہیں کرسکتے، (مزید تفصیلات کے لئے ''منکرین اسلام کے دندان شکن جوابات'' جلد اول صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۶ کا ملاحظہ کریں) لہٰذا اگر ایسی حالت میں امام جہری تلاوت کرے اور مقتدی اچھی طرح نہ سنے تو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی مخالفت ہوگی، بہرحال لوگوں کی دل جمعی نہ ہونے کی وجہ سے قرأت جہری کو بالکل سری تبدیل کردیا گیا۔

اسی شبہ کا جواب خود رب کریم نے دے دیا، ارشاد باری ہے: اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا کہ ان میں تجھ کو دور دراز کا شغل رہتا ہے، یعنی جب شغل رہتا ہے تو سری تلاوت کریں کوئی حرج نہیں، دعاء فرمائیں کہ باری تعالیٰ ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

میرے محترم دوستو!

ظہر جس کے معنی آتے ہیں دوپہر کا وقت اور اگر ظہر کو فعل ماضی میں لے

جائیں تو معنی ہوں گے واضح ہونے کے جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا **ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس** پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے الخ یعنی لوگ دین فطرت پر قائم نہ رہے کفر وظلم دنیا میں پھیل پڑا اور اس کی شامت سے ملکوں اور جزیروں میں خرابی پھیل گئی نہ خشکی میں امن وسکون رہا نہ تری میں ہر وئے زمین کو فتنہ وفساد نے گھیر لیا، نیز بحری لڑائیوں اور جہازوں کی لوٹ مار کے سمندروں میں طوفان برپا ہوگیا، یہ سب اس لئے کہ اللہ تعالٰی نے چاہا کہ بندوں کی بداعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ دنیا میں بھی چکھا دیا جائے، پوری سزا تو آخرت میں ملے گی مگر کچھ نمونہ یہاں بھی دکھلا دیں، ممکن ہے کہ بعض لوگ خشیت الٰہی کی بنیاد پر راہ راست پر گامزن ہو جائیں اور چونکہ یہ کمانے کے لمحات ہوتے ہیں، یہ ترقیات کے لمحات ہوتے ہیں، یہ لمحہ بال بچوں کے پرورش کے لمحات ہوتے ہیں، لہٰذا انسان کو چاہئے کہ صلوٰۃ ظہر کی پابندی کرے تاکہ جائز اور حلال کمائی حاصل ہو کیونکہ ان ساعتوں میں انسان زیادہ معروف ہوتا ہے جس وجہ سے انسان خداوند قدوس کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے، پس چاہئے کہ صلوٰۃ ظہر کی پابندی کرے صلوٰۃ ظہر ہی نہیں بلکہ ہر ایک نماز کی پابندی کرنی چاہئے چنانچہ نماز پڑھنے والے میں دیدار خداوندی کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، اگر نماز کا تارک ہے تو وہ جو میدان محشر میں دیدار خداوندی ہوگا سو اس کی استعداد پیدا نہ ہوگی، وہ دیدار الٰہی سے محروم رہے گا پس نماز کی خاصیت یہ ہے کہ وہ قلب کے اندر دیدار خداوندی کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے، یہاں نماز پڑھنے میں آپ اللہ تعالٰی کو عقیدے کی آنکھ سے حق تعالٰی کو دیکھ رہا ہے لیکن اس آنکھ سے نہیں دیکھ رہا ہے اور کوئی بزرگ ہے کوئی کامل، وہ کشف کی آنکھ سے تجلیات خداوندی کو دیکھتا ہے

اور جب نماز پڑھتا ہے تو تجلیات الٰہیہ اس کے سامنے ہوتی ہیں مگر قیامت کے بعد ایک وقت آئے گا کہ جس کے دیکھنے کی کوشش اپنے قلب سے حواس سے اور باطنی آنکھ سے کی تھی وہ آج ظاہری آنکھ سے سامنے آجائے گی اور دیدار خداوندی عیاناً ہونا شروع ہوجائے گا، مختلف تجلیات گاہوں کی جس میں بندے حق تعالیٰ شانہٗ کو دیکھیں گے یہ دیکھنے کی استعداد نماز ہی پیدا کرتی ہے حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے اور چودھویں رات کا چاند چمک رہا تھا، چاندنی پھیلی ہوئی تھی، صحابہؓ چاند کو بھی اور چاندنی کو بھی دیکھ رہے تھے ارشاد فرمایا کہ:

تم جو چاند کو دیکھ رہے ہو تو ایک کا دیکھنا دوسرے کے دیکھنے میں حارج تو نہیں؟ وہ اپنی جگہ دیکھ رہا ہے، اس کے دیکھنے میں وہ رکاوٹ تو نہیں بنا، دنیا کے کروڑوں اربوں انسان چاند کو ایک وقت میں دیکھتے ہیں مگر ایک کے دیکھنے میں دوسرے کو دیکھنا حارج نہیں ہوتا، فرمایا:

اسی طرح قیامت میں بندے اپنے پروردگار کو دیکھیں گے، اربوں کھربوں ہوں گے، مگر ایک کے دیکھنے میں دوسرے کا دیکھنا حارج نہیں ہوگا جس طرح سے تم چاند کو دیکھ رہے ہو یعنی چاند سے بھی زیادہ افضل، اہم، اتم اور ارجح ہوگا جس کو دیکھتے ہی لوگ خوشی ومسرت سے جھوم رہے ہوں گے۔

قارئین عظام!

اہل ایمان کے نزدیک متفقہ فیصلہ ہے کہ جنت کے اندر جنتیوں کو دیدار باری نصیب ہوگا لیکن فرقہ باطلہ میں سے ایک فرقہ معتزلہ ہے جس نے دیدار باری کا انکار کردیا چنانچہ وہ کہتا ہے کہ یہ دیدار وغیرہ کچھ نہیں ہے اور یہ ناممکن اور محال ہے اور اس کو عقلاً محال کہتا ہے لیکن اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ

قیامت کے دن حق تعالیٰ کا دیدار ہوگا قرآن کریم میں فرمایا گیا **وجوہ یومئذ ناضرۃ الیٰ ربّھا ناظرۃ** بہت سے تروتازہ چہرے ہوں گے جو پروردگار کو دیکھ رہے ہوں گے اور کفار کو دھمکی دی گئی ہے **کلا انھم عن ربّھم یومئذ لمحجوبون** کفار کو دھمکی دی گئی ہے کہ قیامت کے دن تمہارے اور اللہ کے درمیان حجابات آجائیں گے، تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکو گے، بہرحال نہ دیکھنے کی دھمکی دینا جبھی ممکن ہے جب دیکھنا ممکن ہو، بہرکیف قرآن کریم اور تمام آسمانی کتابوں کا مسلک اور تمام انبیاء علیہم السلام کا مسلک یہی ہے کہ آخرت میں دیدار خداوندی ہوگا۔

بہرحال دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ تمام حضرات کو کو اپنی مرضیات پر چلائے، آمین۔

پی ڈی ایف کنندہ نوید فلاحی مونڈلہ
☆☆☆
کلاں ضلع سیہور ایم پی الھند

# صلوٰۃ العصر

**الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونومن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ فلا مضلَّ لہٗ ومن یُضللہٗ فلا ھادیَ لہٗ ونشھد ان لا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ ونشھد ان سیدنا ومولانا محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ ، امابعد!**

**قال اللّٰہ عزّوجل اقیم الصلوٰۃ طرفیِ النھار وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خلق اللّٰہ آدم بعد العصر**

نوجوانانِ اسلام وسامعین کرام!

آج میرا عنوان ''صلوٰۃ العصر'' ہے یہ موضوع اپنے اندر رفعتوں اور عظمتوں کا گنج بے مایہ لئے ہوئے ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے **اقیم الصّلوٰۃ طرفیِ النھار** توضیح مسئلہ یہ ہے کہ دنیا کا اصول وقانون یہ ہے کہ جب بھی کوئی محبوب الٰہی حق کا جھنڈا بلند کیا کرتا ہے تو ان کا مخالف ضرور کوئی نہ کوئی کھڑا ہوجاتا ہے، پس جب حضرت حق جل مجدہٗ نے سب سے پہلے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو ان کے مخالفین ابلیس لعین نے سر اٹھایا گویا کہ نبی علیہ السلام کی بھی بعثت ہوئی ہر ایک کے مخالفین یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے اور محبوبین الٰہی کی مخالفت کرتے رہے حتی کہ جب آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے اندر تشریف لائے آپ کے مخالفین کی تو کوئی حد نہ تھی (لاتعد ولاتحصی تھے) چونکہ روایات میں آتا ہے کہ پورا کا پورا کفار مکہ آپ کا دشمن تھا، فلہٰذا حضرت حق جل مجدہٗ نے حوصلہ افزائی فرمائی اور

ارشاد فرمایا کہ اے میرے حبیب آپ گھبرائیں نہیں بلکہ آپ دلجمعی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہیں اور عنقریب آپ ہی کی فتح ہوگی، پھر رب حقیقی نے حکم دیا کہ آپ نمازوں کے ذریعہ مجھ سے مدد طلب کرتے رہیں جیسا کہ میں نے دوران خطبہ کلام اللہ شریف کی تلاوت کی تھی **اقِمِ الصلوٰۃ طرفی النہار** آیت مذکورہ کی تعیین صلوٰۃ کے سلسلے میں مفسرین کرام کی پہلی رائے یہ ہے کہ اس آیت سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں چونکہ طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے یہی دونوں نمازیں پڑھی جاتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ آیت مذکورہ سے مراد صلوٰۃ فجر، عصر، ظہر ہے، بہرکیف اس آیت سے دونوں رائے کے مطابق عصر کی نماز کی فرضیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم:

مصدر الفصاحت ہے۔
مصدر البلاغت ہے۔
مصدر الشریعت ہے۔
مصدر الدرر ہے۔
مصدر الغرر ہے۔
مصدر الاہمیت ہے۔
مصدر الفضیلت ہے۔
مصدر الاعظم ہے۔

کہ رب کریم نے صرف دو لفظوں سے کئی کئی اوقات کی نمازوں کی فرضیت نافذ کردی اور جملہ انسانوں کو یہ حکم فرمادیا کہ جمیع نمازوں کے ساتھ ساتھ نماز عصر کی بھی پابندی کرنا جیسا کہ خود قرآن کریم نے بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کردیا (جیسا کہ سابق میں تلاوت ہوچکی ہے) اقِمِ

**الصلوٰۃ طرفی النہار** کہ دونوں کناروں کی نمازیں قائم کرو (اور اس کے علاوہ دیگر نمازوں کو) کیونکہ یہ ایسا وقت ہے کہ بحکم الٰہی ملائکۃ اللہ کی جماعت جوق در جوق، قریہ قریہ، محلّہ محلّہ، گاؤں گاؤں، صوبہ صوبہ، ملک ملک ہر بندے کے پاس پہنچتے ہیں اور ہر شخص کی برائی بھلائی مہربانی تحریر کر کے عنداللہ پیش کرتے ہیں اور باری تعالیٰ اس پر جزا اور سزا مرتب کرتے ہیں اسی وجہ سے کسی کا مسکن جب الحزن ہوتا ہے تو کسی کا مسکن تحت الثریٰ، اسی طریقے سے کسی کا مسکن جنت النعیم ہوتا ہے تو کسی کا مسکن جنت الفردوس اسی طرح کسی کا مسکن جنت الماویٰ ہوتا ہے تو کسی کا مسکن جنت النسیم۔

بہرحال لوگوں کو چاہئے کہ عصر کی نماز پابندی سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ بعد العصر بکثرت ذکر اللہ کریں تاکہ رحمت الٰہی جوش میں آئے اور ہم تمام حضرات کی بخشش کردے (آمین) بہرحال ذکر اللہ کے اوپر ایک واقعہ یاد آگیا کہ عصر کی نماز کے بعد مسجد نبویؐ میں صحابہ کرام ذکر الٰہی کر رہے تھے اور ایک صحابی اس مجمع سے تبلیغ کے لئے نکل پڑے تاکہ ان صحابیوں کے پاس دعوت پہنچائی جائے جو ان عبادات سے محروم ہیں پس یہ صحابی حسب منشاء اعلان کرتے ہوئے گذر رہے تھے کہ بھائی مسجد نبویؐ میں مال و دولت کے انبار تقسیم ہو رہے ہیں، فلہٰذا جن جن حضرات کو اس مال میں حصہ لینا ہو تشریف لے جائیں چنانچہ اس اعلان پر کچھ ایمان والے تشریف لے آئے تو دیکھا کہ مال و دولت کہیں بھی تقسیم نہیں ہو رہی ہے، پس یہ حضرات متعجب ہو کر لوٹ جاتے ہیں اور خبر دینے والے صحابی سے کہتے ہیں بھائی آپ تو من گھڑت باتیں کرتے ہیں کیونکہ میں نے دیکھا مسجد نبویؐ میں کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہی ہے پس صحابیؓ مخبر نے جواب میں ارشاد فرمایا او دنیا کے چاہنے والو! وہاں ایسی مال و دولت تقسیم ہو رہی ہے کہ جس

نے بھی اس کو اپنا لیا اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائے گی اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بن جائے گی اور وہ ہے عصر کے بعد ذکر اللہ کا کرنا۔

میرے بزرگو اور دینی بھائیو!

میں نے دوران خطبہ ایک حدیث نبویؐ کی تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا جس میں تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **خلق اللہ آدم بعد العصر یوم الجمعة** کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے سیدنا آدم علیہ السلام کا وجود جمعہ کے دن بعد صلوٰۃ العصر بخشا لہٰذا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عصر کے وقت کی کتنی اہمیت وفضیلت ہے، اتنے ہی پر بس نہیں بلکہ یہی وہ وقت ہے کہ حضرت حق جل مجدہٗ قرب قیامت میں دنیا کے اندر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمائیں گے پس جس وقت عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا تو اس وقت عصر کی نماز تیار ہوگی اور آپ امامت فرمائیں گے، بہرکیف غور کرنے کا مقام ہے کہ عصر کا وقت کتنا عظیم الشان وقت ہے کہ تبلیغ کے لئے دوبارہ عیسیٰ بن مریم اسی وقت نازل ہوں گے معلوم ہوا عیسیٰ ابن مریم کا اس وقت نزول ہوگا، لیکن بعض فرقہ باطلہ نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دی گئی اور وہ انتقال کر گئے ہیں سو یہ قول، عمل، تصورات، تفہمات، باطل اور قرآن وحدیث وعقل کے خلاف ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اب بھی باحیات ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے یہ بھی عقیدہ مسلم کرلیا کہ جب آپ نزول فرمائیں گے تو نبی بن کر آئیں گے یہ بھی عقیدہ باطل ہے یہی نہیں بلکہ ایسے عقائد رکھنے والے قرآن وحدیث کے آئینے میں کافر ہیں (جیسے کہ قادیانی لیکن یہ میرا موضوع نہیں اس لئے ہم اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں) بہرحال آپ باحیات ہیں اور جب دنیا کے اندر تشریف

لائیں گے تو آپ امت محمدیہ میں شامل ہوں گے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو پھیلائیں گے، بہرحال یہ ایسا متبرک اور محترم وقت ہے کہ:

اسی وقت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔

اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

اسی وقت عیسیٰ علیہ السلام عصر کی نماز پڑھائیں گے۔

اسی وقت رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے۔

اسی وقت شفقت الٰہی کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

اسی وقت مصدر الانسان کا وجود ہوا۔

اسی وقت جملہ انسان کے مرکز و مبدأ پیدا ہوئے۔

اسی وقت ذکر الٰہی کرتے کرتے صحابہ کرامؓ رو پڑتے تھے۔

اسی وقت مقربان بارگاہِ الٰہی بکثرت ذکر الٰہی کرتے ہیں۔

بہرحال، ہم تمام حضرات کو چاہئے کہ عصر کی نماز با جماعت پڑھنے کے بعد کثرت سے ذکر اللہ کریں تاکہ حضرت حق جل مجدہٗ کی رحمت اور شفقت جوش میں آئے اور اس کے ذریعہ ہم تمام حضرات کی مغفرت ہو جائے، لیکن اگر کوئی کام اور دیگر مشاغل ہوں تو کم از کم دس منٹ دین کی نسبت سے بعد العصر مسجد کے اندر تشریف رکھیں اور ورد وظائف کا معمول بنا کر ذکر الٰہی میں مصروف رہیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بعد العصر عام طور پر ہر ایک مسجدوں کے اندر فضائل اعمال اور دیگر کتب پڑھی جاتی ہیں ان کو سماعت فرمائیں تاکہ ہمارا اور آپ کا نام ذاکرین، محبوبین، متفکرین، مقربین کی صفوں میں آ جائے۔

آپ کے سامنے یہ بات بھی ہونی چاہئے کہ عصر کے نماز سب سے پہلے کس نے پڑھی اور کیوں؟

تو اس سلسلے میں عبرت خیز واقعہ ہے کہ بعض یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا شمار کرتے تھے اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا شمار کرتے تھے جب کہ خود ارشاد باری ہے **وقالت الیهود عزیر بن الله وقالت النصاریٰ المسیح ابن الله** بہرحال عرض یہ کرنا ہے کہ بخت نصر کافر بادشاہ تھا انہوں نے بیت المقدس کو ویران کیا تھا اور بنی اسرائیل کے بہت سے لوگوں کو قید کرلیا تو ان مقیدین میں حضرت عزیر علیہ السلام بھی تھے آخرکار آپ قید سے مہلت پانے کے بعد واپس ہو رہے تھے ایک کھنڈر زدہ بستی سے ان کا گذر ہوا تو آپ حیرت کی نگاہوں سے ان کو دیکھنے لگے (واقعہ بہت طویل ہے لیکن اختصار کے ساتھ بیان کردوں) رب کریم نے آپ کی روح قبض کرلی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ چنانچہ سو سال کے بعد اللہ نے آپ کی روح کو لوٹا دیا تو اسی شکرانے میں حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام نے عصر کی چار رکعت نماز ادا کی لہٰذا جب آپ عصر کی نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ جس طرح میں نے کھانے پینے کا سامان رکھا تھا علیٰ حالہٖ رکھا ہے جیسا کہ قرآن ناطق ہے **فانظر الی طعامك وشرابك لم یتسنہ** .

محترم سامعین کرام!

عصر کا وقت اک ایسا وقت ہے کہ اس لمحہ کے اندر رحمت الٰہی کی بارش ہوتی ہے اور مزید مغفرت کے دروازے بامر الٰہی کھل جاتے ہیں لہٰذا انسان کو چاہئے کہ عبادت حقیقی کی پابندی کرے کیونکہ اگر حقیقی معنی میں کوئی عبادت ہے تو وہ نماز ہے خواہ صلوٰۃ الفجر ہو یا ظہر یا عصر یا مغرب یا عشاء، بہرحال دوسری عبادتیں دوسری وجوہ سے عبادت بن گئی ہیں لیکن اپنی ذات سے عبادت نہیں ہیں، مگر نماز اپنی ذات سے عبادت ہے کیونکہ عبادت کے معنی آتے ہیں غایت تذلل کے یعنی

اللہ تعالیٰ کے سامنے انتہائی ذلت اختیار کرنا، وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ انتہائی عزت میں ہے کہ عزت کا کوئی مقام نہیں ہے جو اس کے پاس نہ ہو، اس لئے کہ اس کے سامنے اتنی ذلت پیش کرنی چاہئے کہ ذلت کا کوئی درجہ باقی نہ رہے، جو بندہ اپنے پروردگار کے سامنے پیش نہ کردے۔

اب ظاہر ہے کہ زکوٰۃ ہے اس میں غایت تذلل کہاں ہے زکوٰۃ میں تو آپ غریب کو عطا کرتے ہیں، تو عطاء کرنا تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے آپ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مشابہت پیدا کر رہے ہیں، وہ بھی معطی ہے آپ بھی عطا کر رہے ہیں، تو اس میں ذلت کیا ہوگی؟ یہ تو عین عزت کی چیز ہوئی جب اس میں ذلت کا نشان نہیں تو عبادت کیسے بنی؟

آپ روزہ رکھتے ہیں:

کھانا چھوڑ دیا

پینا چھوڑ دیا

بیوی چھوڑ دی

طرح طرح کے لذات کی چیزیں چھوڑ دی، یہ تو حق تعالیٰ کی شان ہے کہ کھانے سے بھی بری، پینے سے بھی بری، بیوی سے بھی بری، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت ہوئی اس میں ذلت کہاں ہے یہ تو عین عزت کا مقام ہے، غرض کہ روزہ اپنی ذات سے عبادت نہیں کیونکہ اس میں غایت تذلل نہیں ہے، لیکن نماز وہ ہے کہ اول سے لیکر آخر تک سوائے اظہار ذلت کے اور کوئی چیز نہیں، ابتداءً آپ نوکروں کی طرح سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں اور غلاموں کی طرح گردن جھکا دیتے ہیں، یہ ذلت کا ابتدائی درجہ ہے جو آپ اپنے رب کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کے بعد آگے بڑھے سر جھکایا رکوع کیا اس میں پہلے سے

بھی ذلت کا بڑا درجہ ہے اس کے بعد تیسرا درجہ ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر رگڑتے ہیں جو انتہائی ذلت کا مقام ہے، اس کے بعد پھر اور ہے کہ آپ تشہد میں بیٹھ کر بھیک مانگتے ہیں، کہ یا اللہ؟ مجھے یہ دے، بھیک مانگنا سب سے زیادہ ذلت کی چیز ہے، تو نماز میں جتنے افعال ہیں:

خواہ قیام ہو یا رکوع
سجدہ ہو یا تشہد

سب میں اپنی نیاز مندی اور ذلت کا اظہار ہے اس لئے حقیقی معنی میں اگر عبادت ہے تو صرف نماز ہے، دوسری چیزیں دوسری وجوہ سے عبادت بنی ہیں، زکوٰۃ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے، پھر کیوں عبادت بنی تعمیل حکم کی وجہ سے حکم خداوندی ہے کہ زکوٰۃ دو، اسی طرح روزہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے عبادت نہیں ہے تعمیل حکم کی وجہ سے عبادت بن گیا ہے، کیونکہ باری تعالیٰ کا حکم ہے کہ روزہ رکھو پس تعمیل کی وجہ سے عبادت بن گیا لیکن نماز اپنی ذلت سے عبادت ہے اس لئے جتنی ہیئتیں ہیں سب اظہار ذلت کی ہیں پھر نماز کے اندر جو بھی آپ پڑھیں گے تسبیح وتہلیل میں یا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار کریں گے کہ الحمد للہ رب العالمین ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں، اسی طریقے سے وہ رحمٰن ہے رحیم ہے یوم دین کا مالک ہے، بہر حال نماز کے اندر جتنے بھی اذکار کئے جاتے ہیں سو تمام کے تمام آیات وتسبیحات باری تعالیٰ کی عظمت اور بندوں کی ذلت پر مبنی ہیں یعنی دوران نماز یا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اظہار یا اپنی ذلت کا اظہار، اس کے سوا نماز میں اذکار ہوں یا اعمال ہوں سب کی یہی حیثیت ہے۔

پس حقیقی معنی میں اگر عبادت ہے تو وہ نماز ہے دوسری عبادتیں دوسری وجوہ سے عبادتیں بنی ہیں مگر نماز اپنی ذات کی وجہ سے عبادت بنی ہے تو ظاہری

بات ہے کہ عبادت کرنے والے عابد کا جذبہ ہوگا معبود میرے سامنے ہوتا کہ میں دیکھوں میں جس کی عبادت کررہا ہوں تو یہ جذبے لیکر کھڑا ہوا ہے، لہٰذا انشاء اللہ تعالیٰ یہ تمنا جنت کے اندر پوری ہوگی، بشرطیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور باری تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی راہ پر گامزن ہوں اور جملہ نمازوں کی پابندی کرتے ہوں، بہر حال دعاء فرمائیں کہ باری تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو اپنے تمام اوامر ونواہی پر چلائے، آمین۔

**وما توفیقی اِلاَّ باللّٰہِ**

☆☆☆

# صلوٰة المغرب

**الحمد للہ رب العالمین والصّلوٰة والسلام علی المزملؐ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد! قال اللہ عزوجل اقِم الصلوٰة لدلوك الشمس الی غسق اللیل ۔**

حاضرین جلسہ و مہمانان کرام!

آج میرا عنوان "صلوٰة المغرب" ہے، دعا فرمائیں کہ حضرت حق جل مجدہٗ صحیح بات کہنے اور سننے کی توفیق بخشے (آمین) بہر حال جس موضوع پر بندۂ ناچیز اس پر بہار مجلس میں گفتگو کرنا چاہتا ہے وہ عنوان نہایت ہی اہم ہے، کیونکہ اگر اس کی اہمیت پر دھیان دیا جائے تو انسان کے تفہمات، تصورات، فلک بوس ہوجائیں اور اگر ان کے فوائد پر نظر ڈالی جائے تو سمندر کے قطرات کے برابر ہوجائیں، اور اگر ان کو اداء کرنے میں لگ جائیں تو اس پر جنت واجب ہوجائے اور اگر کوئی اس کے منکر ہوں تو اس پر جب الحزن فرض عین ہوجائے۔

بہر حال میں نے دوران خطبہ کلام اللہ شریف کی تلاوت کی جیسا کہ ارشاد باری ہے **اقیموا الصّلوٰةَ لدلوك الشمس الی غسق اللیل** اس آیت کے تحت مفسرین عظام نے لکھا ہے کہ اس سے مراد صلوٰة مغرب (عشاء) ہے گویا کہ صلوٰة مغرب کی فرضیت ثابت ہوئی، بہر کیف مغرب کا یہ ایک ایسا وقت ہے کہ پورے دن انسان روزی روٹی کی جستجو میں طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرتا ہے حتی کہ پورا دن انسان کا ذہن ادھر ادھر کی باتوں سے محیط رہتا ہے اور نہ جانے پورے دن میں انسان کتنے گناہ و معصیت اور ظلم و زیادتی کرتا ہے

لہٰذا ان تمام معصیتوں سے معافی تلافی کے لئے باری تعالیٰ نے ایک عظیم دروازہ کھول دیا کہ تم مجھ سے صلوٰۃ مغرب کے بعد معافی مانگو میں معاف کروں گا

رزق میں ترقیات کی دعائیں مانگو میں ترقی دوں گا۔
پریشانیوں سے نجات مانگو میں نجات دوں گا۔
اگر اولاد کی دعائیں مانگو میں عطا کروں گا۔
علم کی ترقیات کے لئے دعاء مانگو میں عالم باعمل بناؤں گا۔
آخرت کی کامیابی مانگو آخرت میں کامیاب کردوں گا۔
دنیا کی مالداری مانگو میں مالدار کردوں گا۔
جہنم سے نجات مانگو جہنم سے نجات دے دوں گا۔

حتی کہ جو بھی حلال عمل کی دعائیں کرتا ہے رب کریم وہ چیز عطا کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ انسان صحیح چیز طلب کرے بری چیز نہ ہو۔

# شبہ کا جواب

ایک خلجان عوام الناس کے ذہنوں میں گشت کر رہا ہوگا کہ صلوٰۃ مغرب، عشاء، فجر میں لوگ جہری قرأۃ کیوں کرتے ہیں تو اس کا جواب (احقر کی ایک کتاب ”منکرین اسلام کے دندان شکن جوابات“ میں گذر چکا ہے لیکن **هَلْ مِنْ مَّزِيْد** کے تحت پھر بیان کر رہا ہے) وہ یہ ہے کہ انسان کا ذہن ان مذکورہ اوقات میں سکون واطمینان سے رہتا ہے اور دن کی طرح کثرت مشاغل سے واسطہ نہیں رہتا جس کی وجہ سے عام وخاص خواہ بادشاہ ہوں یا رعایا، امیر ہو یا غریب، ہر ایک فرد تلاوت کلام اللہ کی سماعت خشوع وخضوع سے کرسکتا ہے چنانچہ رب کریم نے حکم فرمایا کہ جب میرے کلام کی تلاوت ہو تو خاموشی کے ساتھ سنو، شور

دغل نہ مچاؤ جیسا کہ بانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ پر قرآن نے اعلان کر دیا **اذا قُرِئَ القُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا** دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت کی تلاوت لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہوتی ہے کیونکہ اس وقت اطمینان وسکون کے مظاہرے ہوتے ہیں اسی وجہ سے باتیں دلوں میں پر منقش ہوتی ہیں جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **ان ناشئَةَ اللَّيلِ هي اشدّ وطاً واقومُ قيلاً** بہرحال یہ تمام باتیں ہیں صلوٰۃ مغرب، عشاء، فجر کے جہری تلاوت کے سلسلے میں ان تمام جوابات کے علاوہ اور بہت سارے جوابات دیئے گئے ہیں لیکن اس جگہ وقت اس بات کی مہلت نہیں دے رہا ہے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ صلوٰۃ مغرب سب سے پہلے کس نے پڑھی اور کیوں پڑھی؟

تو سنئے، لکھا ہے کہ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت، عظمت، ذہانت، حکمیت اور طرح طرح کے علوم وفنون سے نوازا تھا چنانچہ انہوں نے اپنے اوقات کو تین عملوں کی طرف منقسم فرمایا ۱ سب سے پہلا وقت فصل خصم کے لئے یعنی ان ساعتوں میں متنازع فریقین کے درمیان فیصلہ کرتے تھے ۲ دوسرا وقت آل واولاد اور بیوی کے حقوق کے لئے ۳ تیسرا وقت خالص ذکر اللہ کے لئے۔

بہرحال داؤد علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ اپنے عبادت خانے کو ہمیشہ ذکر الٰہی سے معمور رکھتے تھے یعنی آپ نے اپنی اولاد کے درمیان باری متعین کر دی کہ فلاں وقت میں تم عبادت کرو اس کے بعد تم الیٰ النہایہ اس کے بعد حضرت حق جل مجدہٗ نے آپ سے امتحان لیا اور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے داؤدؑ اگر میں تیری اعانت نہ کروں تو آپ

یقیناً میری عبادت نہ کر سکتے، چنانچہ آپ سوچ وفکر میں مصروف ہو گئے اور چونکہ آپ عظیم الشان نبی تھے آپ کا عقیدہ برحق اور مسلم تھا جس کو ہمالیہ پہاڑ بھی نہیں ٹال سکتا تھا لیکن پھر بھی حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ ٹھیک ہے آپ اپنا وہ وقت دکھائیں (یعنی عبادت کے معاملے اگر آپ اپنی امانت ہٹا بھی لیں گے پھر بھی میں تیری ہی عبادت کرتا رہوں گا) چنانچہ باری تعالیٰ نے آپ سے سخت امتحان لیا اور بالآخر آپ متعینہ وقت کے مطابق ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے اور درانحالیکہ گیٹ پر دربان موجود تھا لیکن دو متنازع شخص دیوار پھاند کر اندر گھس گئے اور حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کے روبرو کھڑے ہو گئے، پس آپ باوجودیکہ طاقتور ہونے کے خوف ودہشت میں مبتلا رہے، بالآخر ان دونوں متنازع شخص نے فرمایا لاتخف منّا کر آپ مجھ سے ہرگز نہ ڈریں کیونکہ نحن رجال انت رجال اس کے بعد ان دونوں متنازع شخص نے اپنا اپنا مقدمہ سنایا اور ایک دوسرے کی شکایات کی، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام متعینہ وقت میں ذکر اللہ سے منحرف ہو گئے اور غیر متعینہ وقت میں بھی خصموں کے درمیان فیصلے میں مشغول ہو گئے حالانکہ یہ ان کی عبادت کا وقت تھا عبادت کرنا چاہئے گویا کہ اب حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام سے چوک ہو گئی (غلطی نہیں کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جملہ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں) اب حضرت حق جل مجدہٗ نے فرمایا اے داؤدؑ میں نے تم سے کیا کہا تھا کہ دنیا کا کوئی بھی کام خواہ وہ عبادت واذکار سے تعلق رکھتا ہو یا معاملات ومتنازع سے جب میری مدد شامل حال نہ ہوگی اس وقت تک انسان کامیاب نہیں ہوگا پس اب حضرت داؤد علیہ السلام باری تعالیٰ سے مغفرت کی دعائیں مانگی اور فرمایا:

یاارحم الراحمین
یاخیر الرازقین
یااکرم الاکرمین
یارب العالمین

تو معاف فرمایقیناً یہ تیرا متعین شدہ وقت تھا کہ میں تیری عبادت کرتا لیکن میں عبادت نہ کرسکا اور تیرے امتحان میں فیل ہوگیا تو معاف فرما۔

بالآخر رحمت الٰہی جوش میں آئی اور آپ کی مغفرت ہوئی اور ایک حزن عظیم سے مہلت ملی تو جب آپ کو ان غموں سے مہلت ملی تو سجدہ ریز ہوگئے اور یہی غروب آفتاب کے بعد کا وقت تھا کہ آپ نے مغرب کی تین رکعت نماز ادا کی، بہرحال اس واقعہ سے ایک اور نصیحت ملتی ہے کہ بغیر اللہ کی اعانت کے انسان ایک پل بھی صحیح طریقے پر نہیں رہ سکتا۔

محترم حضرات!

یقیناً نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کے سلسلے میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **الذین ان مکّنّٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور** پس ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ مسلمانوں کا دنیوی عروج اور تمکین فی الارض یعنی سلطنت و امارت اس لئے نہیں کہ کیک پیسٹری کی فکر میں مستغرق ہوں، کوٹھی بنگلوں کی تعمیر ان کا ملجائے نظر ہو اور انڈا مکھن ان کا آخری مطلب ہو بلکہ ان کو عروج اس لئے ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ پر جھکیں اور اس کی مخلوق کو جھکا دیں، دنیا میں معروف اور اچھی باتیں پھیلائیں اور برائی سے دنیا کو پاک کردیں صدقہ وخیرات سے غریبوں کی عزت مٹادیں،

سائلوں اور محتاجوں کے دلوں کو تھامیں اخوت و ہمدردی سے عالم کو بھر دیں اور زیادتی وفساد کا قلع قمع کریں۔

پس محض اس کی دعا کرنی ہے کہ خداوندی قدوس ہمیں عروج دے تا کہ ہم تیرے اس مقدس مکان میں جمع ہو کر تیری یاد کریں اور اس بھولی ہوئی اور غافل دنیا کو تیرے بارے میں ہوشیار بنا دیں پس یہ کام ہم اس مسجد مقدس میں جماعتی حیثیت سے انجام دینے کی توفیق اللہ سے مانگنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ ہمیں اپنی دعاء میں نماز کی یا مکان نماز کی تکمیل کی توفیق نماز کی شوکت کے وسائل، قائم کرنے کی توفیق، نماز کے لئے مادی شوکت فراہم کرنے کی توفیق اور نماز کے ذریعہ اپنی صورت وسیرت اور ہیئت وحقیقت کے پاکیزہ اور مطلوب انداز پر لانے کی توفیق مانگنا ہے یعنی جو کچھ بھی مانگنا ہے وہ یا نمازی یا نماز کے ثمرات ہیں یا نماز کے مبادی اور وسائل ہیں، ہم صرف نماز ہی دنیا میں چاہتے ہیں اور نماز ہی کے لئے ہر کام بھی چاہتے ہیں، اگر حقیقتاً ہمیں یہ زندگی میسر ہو جائے تو اسی زندگی کا نام قرآن کی زبان میں حیات طیبہ ہے، اسی کا نام اسوۂ حسنہ ہے اور پاک سیرت ہے جس کے لئے اسلام آیا اور پیغمبروں کا سلسلہ قائم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں کہ ہمیشہ رب کریم کی اعانت ہم لوگوں کے ساتھ رہے، آمین۔

☆☆☆

# صلوٰۃ العشاء

**نحمدہٗ ونصلی علی رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد! قال اللّٰہ تعالٰی فی التنزیل وزلفا من اللیل صدق اللّٰہ العظیم**

سامعین کرام، مہمانان عظام، جملہ حاضرین!

آج بندۂ ناچیز جس موضوع پر بحث کرنا چاہتا ہے وہ عنوان عظمت وحیثیت کے معاملے میں عظیم المرتبت ہے کیونکہ یہ موضوع ایک طرف انسان کی مغفرت کی سند لئے منتظر ہے تو دوسری طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگار اور ان کی خصوصیت بیان کرنے کے لئے پہلو تہی کئے اسی طریقے سے ایک طرف امت مسلمہ کو تحفہ دینے کے لئے تیار ہے تو دوسری طرف امت محمدیہ کی فضیلت واولویت بیان کرنے کے لئے مستعد جس موضوع کو ہم اور آپ صلوٰۃ العشاء سے پکارتے ہیں چونکہ یہ عنوان اتنا وسیع وعریض ہے کہ اس پر ہر انسان نہ قلم اٹھا سکتا ہے نہ لب کشائی کرسکتا ہے لیکن ایک ادنیٰ سا طالب علم اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے آپ حضرات کے سامنے گوش گذار ہے، دعا فرمائیں کہ حضرت حق جل مجدہٗ حق بات کہنے اور سننے کی توفیق بخشے (آمین)

بہرحال یہ (وقت عشاء) ایسا وقت ہے کہ انسان اس وقت سونے کی کوشش کرتا ہے اور سونے کے سلسلے میں ایک مقولہ کالشمس علی نصف النہار ہے جسے ہم اور آپ حضرات النوم کالموت سے پکارتے ہیں سونا مانند موت کے ہے کیونکہ جب لوگ سوجاتے ہیں تو نہ ان کو اپنی خبر رہتی ہے اور نہ بال بچے کی اور نہ

مال و دولت کی تھی کہ اگر کوئی اس کا سرمایہ غصب کر لے یا کوئی حادثہ درپیش ہو تو جب تک نائم خواب غفلت سے بیدار نہ ہو جائے اس وقت تک اسے دنیا کی کوئی خبر نہ ملتی، ہاں جب وہ بیدار ہو گیا تو اب اسے دنیا و مافیہا کی خبر ہو گی، اسی طریقے سے موت کی صورت یہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو اسے بعد الموت دین و دنیا کی خبر نہیں ہوتی لہذا انسان کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کی پابندی کرے کیونکہ اس کے فوراً بعد انسان سو جاتا ہے تو گویا کہ اب ان کی موت آنے والی ہے تو خود غور کریں کہ جن کی موت آنے والی ہو تو کیا وہ نماز نہیں پڑھے گا؟ یقیناً پابندی کرے گا۔

بہر حال جب انسان نے باجماعت عشاء کی نماز پڑھ لی تو جب سونے کا ارادہ کرے تو اپنے گھروں کے دروازے کو بسم اللہ کر کے بند کر لے اسی طریقے سے جملہ امور انجام دے اور تمام چیزوں کو اللہ کے حوالے کر کے سوئے، تو اس عمل سے انسان کی زندگی میں خیر و برکت ہوتی ہے، اور

ان مصلیین کی مغفرت ہوتی ہے۔

ان کے چہرے سے نور ٹپکتا ہے۔

ان کے جان و مال کی حفاظت حضرت حق جل مجدہ بذریعہ ملائکہ کرواتے ہیں۔

ان پر کوئی حادثہ پیش نہیں آ سکتا۔

ان پر کوئی حادثہ آنے والا ہو گا تو بحکم الٰہی فوراً منقطع ہو جائے گا۔

ان سے جمیع ماکان و مایکون خوش ہوتا ہے۔

ان پر حور عین و غلمان ترانے گاتے ہیں۔

بہر حال عشاء اور دیگر نمازوں کے پڑھنے والوں کی کافی اہمیت و فضیلت

احادیث میں آئی ہیں لیکن ہمارے معاشرے میں بعض ساتھی ایسے ہیں کہ اگر ان سے کہو کہ بھائی اذان ہوگئی ہے آپ بھی نماز کے لئے تشریف لے چلیں تو فوراً برا محسوس کرنے کے ساتھ ساتھ یہ کہہ بیٹھتے ہیں کہ امیر صاحب! ابھی ہم پاک نہیں ہیں استغفر اللہ! استغفر اللہ! مسلمان اور ناپاک، دوستو! مسلمان کبھی بھی ناپاک رہنا پسند نہیں کرتا ہے جب ناپاک ہوا تو اس صورت میں فوراً غسل کرنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ اہل ایمان کا عقیدہ ہے کہ کس وقت موت ہوجائے کوئی صحیح خبر نہیں لہٰذا اگر موت ہوگئی تو گویا کہ ہماری موت ناپاکی پر ہوئی، کتنا افسوس کا مقام ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ جتنا جلد ہوسکے غسل کرلیں چونکہ ایک لمحہ یا ایک آن کی خبر نہیں جیسا کہ ہمارے استاذ محترم مولانا محمد طیب صاحب القاسمی ایک شعر پڑھا کرتے ہیں:

فکر عقبیٰ کی کر آج ہی بے خبر کل نہ کر، کل کے کل کا بھروسہ نہیں
کل نہ آیا کبھی اور نہ آئے گا کل، کل تو کیا اک پل کا بھروسہ نہیں

برادران اسلام وعزیز ساتھیو!

عشاء کا وقت ایک ایسا وقت ہے کہ آپ پورے دن طرح طرح کی مشغولیات میں مصروف رہتے ہیں پھر گھر آتے ہیں روپے پیسے گنتے ہیں کہ آج نقصان ہوا ہے یا نفع، اگر نفع ہوا ہے تو کثیر تعداد میں یا قلیل تعداد میں اگر نفع زیادہ ہوتا ہے تو خوب خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں اور اگر نقصان ہوتا ہے تو افسوس کرتے ہیں، لیکن حضرات گرامی! دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے اور اپنے ذہن کو سمندر میں غوطہ دیجئے کہ کیا آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ آج پورے دن میں ہم نے کتنی نیکیاں کیں اور کتنی برائیاں، فلہٰذا جس طرح آپ کمانے کے بعد روپے پیسے گنتے ہیں، اسی طرح بعد صلوٰۃ العشاء یہ بھی سوچیں کہ ہم نے پورے دن میں

کتنے گناہ کئے ہیں اور کتنی برائیاں اور اگر آپ نے نیکیاں کیں تو حضرت حق جل مجدہٗ کا شکریہ ادا کریں اور اگر آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو فوراً عشاء کی نماز میں یا تہائی رات کے اندر اٹھ کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرلیں کیوں کہ وہ غفار ہیں، رحمان ہیں، ستار ہیں، جیسا کہ خود باری تعالیٰ نے اعلان کردیا، اللہ غفور الرحیم۔

بہرکیف عشاء کی نماز اور اس کے پڑھنے والوں کی کافی اہمیت ہے جیسا کہ احادیث کے اندر یہ بات کثرت سے پائی جاتی ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز اور فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا کہ وہ پوری رات عبادت اور رضاء الٰہی میں معروف رہا، اللہ اللہ اللہ! کس قدر حضرت حق جل مجدہٗ نے ہم پر احسان کا معاملہ کیا لیکن ہم جیسے ناعقل انسان ان نیکیوں کے انبار سے محروم رہتے ہیں، خیر ان سے پہلے جو غلطی ہوگئی، ہوگئی انشاء اللہ اب آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی، لیکن حضرات گرامی اب سے یہ وعدہ کریں عشاء اور فجر کی کوئی قید نہیں بلکہ جملہ صلوٰۃ کی پابندی کریں گے اور جماعت سے نماز پڑھنے کی کوشش کریں گے انشاء اللہ۔

ملت اسلامیہ کے ہونہار فرزندو!

میں نے دوران خطبہ کلام اللہ شریف کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی تلاوت کی تھی جس کے اندر خود رب کریم نے **زلفا من اللیل** فرمایا یعنی اے لوگو! نماز ادا کرو رات کے کچھ حصے میں یعنی نماز عشاء ادا کرو۔

زلفا کے لغوی معنی آتے ہیں تقرب حاصل کرنے کے چونکہ ان نمازوں سے خداوند قدوس کا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جس شخص کو تقرب الی اللہ حاصل ہوگیا تو یقیناً ان کا بیڑا پار ہے۔

بہر حال صلوٰۃ عشاء تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے۔
تقرب الی الجنۃ وتبعد الی النار کا باعث ہے۔
تقرب الی المقربین والمحبوبین کا زینہ ہے۔
نجاۃ من النار کا سرٹیفکٹ ہے۔

بہر کیف نماز سیدۃ العبادۃ ہے کہ صلوٰۃ تمام عبادتوں کی سردار ہے اگر کسی نے نماز ادا نہ کی لیکن دیگر نیکیاں کیں تو اس کی نیکیاں ناقص ہی نہیں بلکہ ناقص ترین رہتی ہیں کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی، خواہ صلوٰۃ العشاء ہو، خواہ صلوٰۃ المغرب ہو، خواہ صلوٰۃ الفجر ہو، خواہ صلوٰۃ العصر ہو، خواہ صلوٰۃ الظہر ہوں۔

بہر حال سب سے پہلے نماز کی تفتیش ہوگی، جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

روز محشر کہ جانگداز بود
اولیں پرسش نماز بود

آگے آیئے دیکھئے صلوٰۃ العشاء سب سے پہلے ادا کرنے کا سہرا کن کے سر بندھتا ہے اور کیوں؟ تو سنئے:

اس نماز کو سب سے پہلے آقائے نامدار تاجدار بطحاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی اور یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت ہے اور آپ کے علاوہ کسی نے بھی اس نماز کی ادائیگی نہ کی گویا کہ یہ نماز صرف امت محمدیہ کو ملی، اور دوسری امتوں کو عشاء کی نماز نہیں ملی، **فضلنا بعضھم علی بعض** امتیازی حیثیت ملی، جو کہ تمام لوگوں کے لئے نصیحت اور تحفۂ عظیم ہے۔

قارئین کرام! نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ انسان اس کے ذریعہ اپنے

عشق ومحبت کا اظہار کرتا ہے جس سے رضاء الٰہی لازماً حاصل ہوتی ہے، بہر حال پہلا مظاہرہ عجز و نیاز کا ہے جس کی صورت نماز ہے اور دوسرا مظاہرہ عشق ومحبت کا ہے جس کی صورت حج ہے اس لئے یہ دو ہی عبادتیں اسلام کی اساس و بنیاد بتائی گئی ہیں جبکہ تمام صفات خداوندی بھی دونوں (جمال وجلال) میں سمٹی ہوئی ہیں اس لئے حق تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی انہی دو صفات کے حقوق ادا کرنے سے ممکن تھی جن کی تشکیل کے لئے نماز اور حج کے افعال رکھے گئے اس کے اصولاً اسلام میں یہ دو ہی عبادتیں ٹھہری ہیں کہ بلحاظ حقیقت ان کے سوا کوئی دوسری صورت عبادت کی ہے بھی نہیں کہ عبادت کی متقاضی صفات کی نوعیں ہی یہ دو ہیں دو سے زائد نہیں، بہر کیف یہاں عرض یہ کرنا ہے کہ نماز خواہ کسی بھی وقت کی ہو ہر ایک کی افضلیت اپنی جگہوں پر مسلم ہے لیکن صلوٰۃ عشاء کی اس قدر اہمیت ہے کہ اولاً اس نماز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی اور آنے والی تمام نسلوں کے لئے سبق سکھلا گئے کہ جب کسی کو کوئی مصیبت پڑے تو نماز کی پابندی کرنے سے اس کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور جو کوئی شخص خوش حالی کا طالب ہے پس وہ نماز پڑھے خوش حالی نصیب ہوگی، ثانیاً یہ ہے کہ مفسرین کرام محدثین عظام وغیرہ نے فرمادیا کہ جب کوئی شخص عشاء کی نماز باجماعت پڑھ کر سوتا ہے اور پھر فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے تو اسے پوری رات عبادت کا ثواب ملے گا، اللہ اللہ! باری تعالیٰ نے ہمارے اوپر کس قدر نیکیوں کے انبار لگادیئے ہیں، لیکن ہم جیسے نالائق آدمی ان عظیم نیکیوں سے محروم ہیں کیونکہ باری تعالیٰ تو بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ ہمارے بندوں سے کوئی تھوڑی نیکی سرزد ہو ہم اس کو دوگنا کردیں گے، بہانہ می جوید، بہا نمی جوید، بہر حال دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو صحیح صحیح اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کی توفیق بخشے

( آمین ) بہر کیف نماز کی اس قدر اہمیت وفضیلت ہے کہ باری تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر کئی کئی جگہوں پر **اقیموا الصلوٰۃَ اقیموا الصلوٰۃ** کہہ کر لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور فرمایا کہ اے ایمان والوں تم نماز قائم کرو اس پر ثواب مرتب کرنے والا میں ہوں بہر کیف:

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کو حضوؐر اکرم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا

نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو سکون ملتا ہے
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ وہ سیدۃ العبادۃ ہے
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ وہ عنداللہ محبوب بنادیتی ہے
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ وہ اللہ کو راضی کردیتی ہے
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کو حضوؐر اکرم نے دین کا ستون قرار دیا
نماز ہی ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے

بہرحال نماز کے بہت سارے فضائل ہیں لیکن میری زبان وقلم میں اتنی طاقت نہیں کہ کماحقہٗ اس کو بیان کروں۔

خیر دعاء فرمائیں کہ اللہ نماز کی پابندی کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔

**وما علینا الاّ البلاغ.**

# صلوٰۃ التہجد

**الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یّھدہ اللّٰہ فلا مضلّ لہٗ ومن یضللہٗ فلا ھادی لہٗ ونشھد ان لا الٰہ الاّ اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ ونشھدُ انّ سیّدنا وسندنا ومولانا محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ ارسلہٗ اللّٰہ الیٰ کآفّۃِ النّاس بشیرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللّٰہ باذنہٖ وسراجاً مُّنیرًا اما بعد! فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم ومن اللّیلِ فتھجد بہٖ نافلۃ لّک عسٰی ان یبعثکَ ربّک مقامًا محمودًا**

**وقال اللّٰہ عزّوجلَّ فی موضعٍ آخر یاایُّھا المزّمل قمِ اللّیلَ الاّ قلیلاً**

محترم بزرگو اور دوستو!

کائنات کی تخلیق عبودیت یعنی نماز کے واسطے ہوئی ہے نیز قرآن حکیم نے فرمایا **کل قد علم صلوٰتہ وتسبیحہٗ** ہر چیز نے اپنی نماز اور تسبیح کو جان لیا ہے، جس سے واضح ہے کہ ساری کائنات نمازی ہے پھر بھلا انسان کو تو کیوں نہ نمازی بنایا جاتا، فرق اتنا ہے کہ اور مخلوق غیر عاقل ہے تو اس میں نماز کا داعیہ جبلی اور تکوینی طور پر رکھ دیا گیا ہے، اور انسان ذی عقل و ہوش مند ہے تو اس کی نماز اختیاری ہے جس کے لئے ہدایت و رہنمائی اور وعظ و پند کی ضرورت پڑتی ہے، پس اگر انسان نمازی نہ ہو تو گویا اس نے اپنے مقصد تخلیق کو فوت اور ضائع کر دیا۔

گرامی قدر ساتھیو!

احقر مفصل پانچوں وقت نماز کے سلسلے میں گفتگو کر چکا ہے اب صلوٰۃ تہجد پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہے، چنانچہ دوران خطبہ قرآن کریم کی آیت کی تلاوت کی **ومن اللیل فتهجد به نافلة لك** کہ اے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جاگتے رہیں قرآن کریم کے ساتھ اور نفل یعنی زیادتی آپ کے لئے ہے یعنی نماز تہجد صرف حضورؐ اکرمؐ کے لئے فرض کی گئی نہ ان کی امت کے لئے جیسا کہ آگے صاحب جلالینؒ نے ارشاد فرمایا **ومن اللیل فتهجد فصل به بالقرآن نافلة لك فریضة زائدة لك دون امتك او فضیلة علی الصلوٰة المفروضة** درحقیقت تہجد کے معنی آتے ہیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر ذکر اللہ میں مصروف رہنا جیسا کہ خداوند قدوس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ راتوں میں تہجد کی نماز پڑھا کریں، اور اس نماز کے اندر قرآن کریم کی بھی تلاوت کریں، تفسیر مظہری وغیرہ میں صحیح اس کو قرار دیا ہے کہ جب تہجد کی فرضیت امت سے منسوخ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منسوخ ہوگئی اور سب کے لئے نفل رہ گئی، مگر اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کیا ہے؟ نفل ہونا تو سب ہی کے لئے ثابت ہے پھر **نافلةً لَكَ** فرمانے کا کیا حاصل ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حسب تصریح احادیث تمام امت کی نوافل اور تمام نفل عبادات ان کے گناہوں کا کفارہ اور فرض نمازوں میں جو کوتاہی کمی رہ جائے اس کی تکمیل کا کام دیتی ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہیں اور نماز کے آداب میں کوتاہی سے بھی، اس لئے آپ کے حق میں نفلی عبادات بالکل زائد ہی ہے جو کسی کوتاہی کا تدارک نہیں بلکہ محض زیادت تقرب کا ذریعہ ہے۔ (قرطبی ومظہری)

اب رہ جاتا ہے سوال کہ نماز تہجد کی کیفیت کیا ہے؟ پس جو عام روایات حدیث سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ ابتداء میں دو رکعت ہلکی مختصر قرأت کے ساتھ پھر باقی رکعات میں قرأت بھی طویل اور رکوع وسجدہ بھی طویل ہوتا اور یہ طول بسا اوقات بہت زیادہ ہو جاتا تھا اور کبھی کچھ کم۔

بہر حال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں مقام محمود کا وعدہ لیا گیا ہے اور یہ مقام تمام انبیاء میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے اس کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں مگر صحیح وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، یہ مقام شفاعت کبریٰ کا ہے کہ میدان حشر میں جس وقت تمام بنی آدم جمع ہوں گے اور ہر نبی وپیغمبر سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو تمام انبیاء کرام عذر کردیں گے صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ شرف حاصل ہوگا کہ تمام بنی آدم کی شفاعت فرمادیں گے تفصیل اس کی روایات حدیث میں طویل ہے جو اس جگہ ابن کثیر، اور تفسیر بری میں لکھی ہے) اسی طریقے سے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اول نماز تہجد کا حکم دیا گیا پھر مقام محمود یعنی شفاعت کبریٰ کا وعدہ کیا گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز تہجد کو مقام شفاعت حاصل ہونے میں خاص دخل ہے، دعا فرمائیں کہ حضرت حق جل مجدہٗ صلوٰۃ تہجد کی ادائیگی کی توفیق بخشے، (آمین)

حضرت مالک بن دینار ایک مرتبہ بصرہ کی گلیوں میں جارہے تھے، راستہ میں ایک باندی ایسے جاہ وجلال، حشم وخدم کے ساتھ جارہی تھی جیسا کہ بادشاہوں کی باندیاں جاتی ہیں، حضرت مالکؒ نے اس کو دیکھا تو آواز دیکر فرمایا کہ اے مالک تجھے تیری باندی فروخت کرنی ہے یا نہیں؟ وہ باندی اس فقرے کو

سن کر حیران رہ گئی، کہنے لگی کیا کہا پھر سے کہو، انہوں نے پھر ارشاد فرمایا، انہوں نے کہا اگر وہ فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا فقیر خرید سکتا ہے، فرمانے لگے ہاں اور تجھ سے بہتر کو خرید سکتا ہے، وہ باندی یہ سن کر ہنس پڑی اور اپنے خدام کو حکم دیا کہ اس فقیر کو پکڑ کر ہمارے ساتھ لے چلو (ذرا مذاق ہی رہے گا) خدام نے پکڑ کر ساتھ لے لیا اور جب گھر واپس پہنچی تو اس نے اپنے آقا سے یہ قصہ سنایا وہ بھی سن کر بہت ہنسا اور ان کو اپنے سامنے لانے کا حکم دیا، جب یہ سامنے پیش کئے گئے تو اس آقا کے دل پر ایک ہیبت سی ان کی چھا گئی، وہ کہنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تو اپنی باندی میرے ہاتھ فروخت کردے، اس نے پوچھا کہ آپ اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟ حضرت مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک اس کی قیمت کھجور کی دو بچی ہوئی گٹھلیاں ہیں، یہ سن کر سب ہنسنے لگے، اس نے پوچھا کہ اس میں کیا کیا عیب ہیں؟ فرمانے لگے اگر عطر نہ لگائے تو بدن میں سے بو آنے لگے، اگر دانت صاف نہ کرے تو منہ سے سڑاہند آنے لگے، اگر بالوں میں تیل کنگھی نہ کرے تو وہ پریشان حال ہو جائیں، جوئیں ان میں پڑ جائیں (اور سر میں سے بو آنے لگے) ذرا عمر زیادہ ہو جائے گی تو بوڑھی بن جائے گی (منہ لگانے کے بھی قابل نہ رہے گی) حیض اس کو آتا ہے، پیشاب یا پاخانہ یہ کرتی ہے، ہر قسم کی گندگیاں (تھوک، سنک، رال، ناک کے چوہے وغیرہ) اس سے نکلتے رہتے ہیں، غم رنج مصیبتیں اس کو پیش آتی رہتی ہیں، خود غرض اتنی ہے کہ محض اپنی غرض سے تجھ سے محبت ظاہر کرتی ہے، محض اپنی راحت و آرام کی وجہ سے الفت جتاتی ہے (آج کوئی تکلیف تجھ سے پہنچ جائے ساری محبتیں ختم ہو جائیں) انتہائی بے وفا کوئی قول و قرار پورا نہ کرے اس کی ساری محبت جھوٹی ہے، کل کو تیرے بعد کسی دوسرے کے پہلو میں بیٹھے گی تو اس

سے بھی ایسی ہی محبت کے دعوے کرنے لگے گی، میرے پاس اس سے ہزار درجے بہتر باندی ہے جو اس سے نہایت کم قیمت ہے، وہ کافور کے جوہر سے بنی ہوئی ہے، مشک وزعفران کی ملاوٹ سے پیدا کی گئی ہے، اس پر موتی اور نور لپیٹا گیا ہے، اگر کھارے پانی میں اس کا آب دہن ڈال دیا جائے تو وہ میٹھا ہو جائے اور مردے سے وہ اگر بات کرے تو زندہ ہو جائے، اگر اس کی کلائی آفتاب کے سامنے کر دی جائے تو آفتاب بے نور ہو جائے، اگر وہ اندھیرے میں آجائے تو سارا گھر روشن ہو جائے، اگر وہ دنیا میں اپنی زیب وزینت کے ساتھ آجائے تو سارا جہاں معطر ہو جائے، اس باندی نے مشک وزعفران کے باغوں میں پرورش پائی ہے، یاقوت ومرجان کی ٹہنیوں میں کھیلی ہے، ہر طرح کی نعمتوں کے خیمہ میں اس کا محل سرائے ہے، تسنیم (جو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے) کا پانی پیتی ہے، کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتی، اپنی محبت کو نہیں بدلتی، اب تم ہی بتاؤ کہ قیمت خرچ کرنے کے اعتبار سے کون سی باندی زیادہ موزوں ہے، سب نے کہا کہ وہی باندی جس کی آپ نے خبر دی ہے، آپ نے فرمایا کہ اس باندی کی قیمت ہر وقت، ہر زمانہ، میں ہر شخص کے پاس موجود ہے، لوگوں نے پوچھا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اتنی بڑی اہم اور عالیشان چیز کے خریدنے کے لئے بہت معمولی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ رات کا تھوڑا سا وقت فارغ کر کے صرف اللہ جل شانہ کے لئے کم از کم دو رکعت تہجد کی نماز پڑھ لی جائیں، اور جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کسی غریب محتاج کو بھی یاد کر لو اور اللہ جل شانہ کی رضا کو اپنی خواہشات پر غالب کر دو، راستہ میں کوئی تکلیف دینے والی چیز کانٹا اینٹ وغیرہ پڑی دیکھو اس کو ہٹا دو، دنیا کی زندگی کو معمولی اخراجات کے ساتھ پورا کر دو اور اپنا غم وفکر اس دھوکے کے گھر سے ہٹا کر ہمیشہ رہنے

والے گھر کی طرف لگادو، ان چیزوں پر اہتمام کرنے سے تم دنیا میں عزت کی زندگی گذاروگے آخرت میں بے فکر اور اعزاز واکرام کے ساتھ پہنچوگے، اور جنت جو نعمتوں کا گھر ہے اس میں اللہ جل شانہ کے پڑوس میں ہمیشہ ہمیش رہوگے، اس باندی کے آقا نے باندی سے خطاب کرکے پوچھا کہ تو نے شیخ کی بات سن لی یہ سچ ہے یا نہیں؟ باندی نے کہا بالکل سچ ہے، شیخ نے بڑی نصیحت اور خیرخواہی اور بھلائی کی بات بتائی ہے، آقا نے کہا کہ اچھا تو تو اب آزاد ہے اور اتنا اتنا سامان تیری نذر ہے اور اپنے سب غلاموں سے کہا کہ تم بھی سب آزاد ہو اور میرے مال میں سے اتنا اتنا مال تمہاری نذر ہے اور میرا یہ گھر اور جو کچھ مال اس میں ہے سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور گھر کے دروازے پر ایک موٹے کپڑے کا پردہ پڑا ہوا تھا، اس کو اتار کر اپنے بدن پر لپیٹ لیا اور اپنا سارا لباس فاخرہ اتار کر صدقہ کردیا، اس باندی نے کہا کہ میرے آقا تمہارے بعد میرے لئے بھی یہ زندگی اب خوشگوار نہیں ہے اور اس نے بھی ایک موٹا سا کپڑا پہن کر اپنی ساری زیب وزینت کا لباس اور اپنا سارا مال ومتاع صدقہ کرکے آقا کے ساتھ ہی ہولی اور مالک بن دینارؒ ان کو دعائیں دیتے ہوئے ان سے رخصت ہوگئے اور وہ دونوں اسی سارے عیش وعشرت کو طلاق دے کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔

**انا لله وانا اليه راجعون، غفر الله لنا ولهم**

سامعین کرام!

پھر آگے صاحب جلالینؒ نے اس آیت کی تفسیر کی فریضہ زائدہ سے اب مطلب یہ ہوگا کہ تہجد کی نماز کی فرضیت صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے نہ کہ ان کی امت کے لئے، لیکن اگر کوئی شخص تہجد کی نماز پڑھتا ہے تو

واقعی وہ حضورؐ اکرم کے افعال و اعمال سے محبت کرتا ہے، بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ جب آیت مذکورہ **فتهجد به** نازل ہوئی تو حضورؐ اکرم رات رات بھر تہجد کی نماز میں مصروف رہتے تھے حتی کہ پائے مبارک لرزہ براندام ہو جاتا اور بدن میں کپکپی طاری ہو جاتی، لیکن حضورؐ اکرم تہجد کی نماز میں مصروف رہتے، اور جب حضورؐ اکرم نماز تہجد کی ابتداء فرماتے تو سورۂ بقرہ، آل عمران جیسی لمبی لمبی سورتوں کی تلاوت فرماتے اور خشیت الٰہی کی وجہ کر آنکھوں سے آنسو جاری رہتا حتی کہ لحیۂ مبارکہ آنسو کے قطرات کی وجہ سے تر بتر ہو جاتے، جب یہ عمل رب کریم نے دیکھا تو فرمایا اے میرے حبیب تم نے میرے امتحان میں کامیابی حاصل کی جا تیرا مرتبہ اور رتبہ جمیع ما کان و ما یکون سے بڑھا دیا، اور آگے فرمایا اے میرے عاشق اب اتنی پریشانی اور مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ راتوں میں ذکر اللہ کم کیا کریں، چنانچہ آیت مبارکہ نازل ہوئی **یا ایها المزمل قم اللیل الا قلیلاً نصفه او انقص منه قلیلاً** اے کپڑے میں لپٹنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اس میں سے کم کردے تھوڑا سا، دوسری بات یہ ہے کہ حضرات مفسرین کرام نے اس آیت مزمل کے تحت لکھا ہے کہ شروع میں جب وحی کی دہشت اور ثقل سے آپ کا بدن کانپنے لگا تو آپ نے گھر والوں سے فرمایا **زملونی زملونی** مجھے کپڑا اڑھاؤ کپڑا اڑھاؤ، چنانچہ کپڑا اڑھا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اور سب سے اگلی سورۃ میں آپ کو وہی نام لیکر پکارا، اور بعض روایات میں ہے کہ قریش نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ کے متعلق مشورہ کیا کہ آپ کی حالت کے مناسب کوئی لقب تجویز کرنا چاہئے، کسی نے کاہن کہا کسی نے جادوگر کسی نے مجنوں مگر اتفاق رائے کسی چیز پر نہ ہوا، اخیر میں ''ساحر'' کی طرف رجحان تھا، آپ کو خبر ہوئی تو رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور

کپڑوں میں لپٹ گئے جیسا کہ اکثر سوچ اور غم میں مغموم آدمی اس طرح کرلیتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے بطور ملاطفت کے اس عنوان سے خطاب فرمایا، جیسا کہ آپ نے حضرت علیؓ کو ایک مرتبہ قم ابا تراب فرمایا تھا، جبکہ وہ گھر سے رنجیدہ ہو کر چلے گئے تھے اور مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے تھے، لغت عرب میں مزمل اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کشادہ کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے، اور آنحضرتؐ کا معمول ایسا تھا کہ جب نماز تہجد اور قرآن شریف کی تلاوت کے لئے رات کو اٹھتے تھے تو ایک کمبل دراز اوڑھ لیتے تھے تا کہ سردی سے بدن محفوظ رہے، اور وضو و نماز کی حرکات میں کسی طرح کا حرج واقع نہ ہو، نیز اس عنوان کو اختیار کرنے میں ان لوگوں کو ہوشیار کرنا ہے جو کپڑوں میں لپٹے ہوئے رات کو آرام کررہے ہوں کہ رات کا ایک معتدبہ حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذاریں اور اکثر مفسرین کے نزدیک الا قلیلا کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اللہ کی عبادت میں کھڑے رہے ہو تھوڑا سا حصہ اور باقی وقت راحت و آرام میں گذاریں، تو کوئی مضائقہ نہیں، غالباً تھوڑے سے مراد یہاں نصف ہوگا کیونکہ رات جو آرام کے لئے تھی جب آدھی عبادت میں گذاردی تو اس کے اعتبار سے باقی نصف کو تھوڑا ہی کہنا موزوں تھا، یعنی آدھی رات سے کچھ کم چوتھائی تک پہنچ سکتی ہے یا آدھی سے زیادہ جو دو تہائی تک ہو، مطلب یہ ہے کہ تہجد میں قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر ایک ایک حرف صاف سمجھ میں آئے، اس طرح پڑھنے سے فہم و تدبر میں مدد ملتی ہے اور دل پر اثر زیادہ ہوتا ہے اور انسان کے جذبات تفکرات، تصورات، تفہمات کے اندر ترقی ہوتی ہے۔

قارئین کرام!

آیت تہجد سے چند باتیں عیاں ہوتی ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ جب حضورؐ

اکرم نے تہجد کی نماز کثرت سے پڑھی اور پوری پوری رات حالت مذکورہ میں گذاردی تو فوراً حکم ہوا قم اللیل الاّ قلیلاً یعنی آپ پوری رات عبادت میں نہ گذاریں کیونکہ کچھ حقوق ازواج مطہرات کے بھی ہیں کچھ حقوق اعضاء وجوارح کے بھی ہیں کچھ حقوق آپ کے بھی ہیں، یعنی پوری رات عبادت کرنے کے بجائے آپ اپنی ازواج کے بھی حق ادا کریں، لہٰذا انسان کو بھی چاہئے کہ صرف عبادت یا سفر میں نہ رہیں بلکہ گھر بھی آئیں اور اپنے بیوی، بچے، بھائی، بہن، خویش واقارب کے بھی حقوق ادا کریں، لیکن اس دور کے اندر ایسا ہوتا ہے کہ بہت سارے نوجوانان سال سال بھر پردیس میں گذاردیتے ہیں، اور گھر پہ نوجوان بیوی جوانی کی انگڑائی لیتی ہے، اور سسک سسک کر زندگی گذارتی ہے، یہی نہیں بلکہ ہمارے کچھ ایسے آدمی ہیں کہ رات رات بھر اور کئی کئی دن عبادت کرتے ہیں اور بیوی بستر پر کروٹیں بدلتی ہے اور کبھی بیوی عبادت کرتی ہے اور شوہر بستر پر انگڑائیاں لیتے ہیں، بہر حال شوہر اور بیوی کو ہی نہیں بلکہ تمام حضرات کو چاہئے کہ اعتدال کے ساتھ عبادت کریں اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کریں۔

بہر کیف عرض یہ کرنا ہے کہ نماز تہجد کی بہت ساری فضیلتیں ہیں، اور مزید ہم حضورؐ اکرم کے نام پر جانی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں، لہٰذا ہم تمام اہل ایمان کو چاہئے کہ اعتدال کے ساتھ نماز تہجد پڑھیں، اگر بعد العشاء نیند آتی ہو تو یہ نیت کرکے سوئیں کہ ہمیں نماز تہجد میں بیدار ہوکر نماز ادا کرنی ہے لہٰذا اگر آپ فجر تک سوئے رہے اور تہجد میں آنکھ نہ کھلی تو یقیناً اللہ تعالیٰ انما الاعمال بالنیات کے تحت صلوٰۃ تہجد کا ثواب مرتب فرمائیں گے، پس دعاء فرمائیں کہ باری تعالیٰ ہملوگوں کو اعتدال کے ساتھ ذکر اللہ کی توفیق بخشے، آمین۔

# صلوٰۃ الاشراق

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الكريم اما بعد، عن ابی ذر رضی اللّٰه تعالیٰ عنهٗ عن النبی ﷺ قال يصبح علیٰ كل سلامیٰ من بنی ادمؑ صدقة تسليمه علیٰ من لقیٔ صدقة وامرهٗ بالمعروف صدقة ونهيه عن المنكر صدقة واماطة الاذیٰ عن الطريق صدقة وبضعة اهلهٖ صدقة ويجزیٔ من ذٰلك كلهٗ ركعتان من الضحٰی وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فی موضعٍ آخر من قعد فی مصلاه من ينصرف من صلوٰة الصبح حتی يسبح ركعتَی الضحٰی لا يقول الاّ خيرا غفرله خطاياه وان كانت اكثر من زبد البحر .

سامعین کرام ومہمانانِ عظام!!

احقر آج اشراق کی نماز پر لب کشائی کرنا چاہتا ہے اور اس نماز کی کافی اہمیت وفضیلتیں ہیں جیسا کہ بندۂ ناچیز نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کی جس کے اندر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اشراق کی اہمیت وعظمت کو عیاں فرمایا ہے۔

بہرحال یہ ایک ایسا وقت ہے کہ اس لمحہ کے اندر انسان طلوعِ شمس جیسے مکروہ ساعت سے نجات پاکر اپنی اپنی معروفیات میں مشغول ہونے کا ارادہ کرتا ہے، پس ہر عام وخاص کو چاہئے کہ اپنی ضروریات میں معروف ہونے سے قبل بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوجائے تاکہ ان کا ارادہ عزم، چاہت، تمنائیں اور نیک مقاصد برضائے الٰہی منزل مقصود تک پہنچ سکیں، اور جب بندہ نماز کے

بعد کوئی کام کرنا شروع کرتا ہے تو اس کام کے انجام دینے میں نہ کوئی پریشانی ہوتی ہے اور نہ کوئی مشقتیں اور خود بخود بوجہ نماز تمام پریشانیاں هباءً منثورًا ہوجاتی ہیں اور محبوب بندے کامیابی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں، بہرحال یہ باتیں نماز کی فضیلت پر دال ہیں، چنانچہ بخاری و مسلم شریف کی حدیث ہے **وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بُنِی الاسلام علٰی خمسٍ شہادۃ ان لاَّ الٰہ الاَّ اللّٰہ وانَّ محمّدًا عبدُہ ورسولُہ واقام الصَّلٰوۃ وایتاء الزکٰوۃ والحج وصوم رمضان** (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے، سب سے اول **لا الٰہ الاَّ اللّٰہ محمدٌ رسُولُ اللّٰہ** کی گواہی دینا یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اس کے بعد نماز کو قائم کرکے، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا یہ پانچوں چیزیں ایمان کے بڑے اصول اور اہم ارکان ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاک حدیث میں بطور مثال کے اسلام کو ایک خیمہ کی درمیانی لکڑی کی طرح ہے اور بقیہ چاروں ارکان بمنزلہ ان چار ستونوں کے ہیں جو چاروں کونوں پر ہوں، اگر درمیانی لکڑی نہ ہو تو خیمہ کھڑا ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ لکڑی موجود ہو اور چاروں طرف کے کونوں میں کوئی لکڑی نہ ہو تو خیمہ تو قائم ہوجائے گا لیکن جونسے کونے کی لکڑی نہیں ہوگی وہ جانب ناقص اور گری ہوئی ہوگی، اس پاک ارشاد کے بعد اب ہم لوگوں کو اپنی حالت پر خود ہی غور کرلینا چاہئے کہ اسلام کے اس خیمہ کو ہم نے کس درجہ تک قائم کررکھا ہے اور اسلام کا کون سا رکن ایسا ہے جس کو ہم نے پورے طور پر سنبھال رکھا ہے، اسلام کے یہ

پانچوں ارکان نہایت اہم ہیں حتی کہ اسلام کی بنیاد انہیں کو قرار دیا گیا ہے ایک مسلمان کے لئے بحیثیت مسلمان ہونے کے ان سب کا اہتمام نہایت ضروری ہے مگر ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے یہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے، ارشاد فرمایا کہ نماز، میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کیا ہے، ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا جہاد، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علماء کے اس قول کی دلیل ہے کہ ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے اس کی تائید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے الصلوٰۃ خیر موضوع یعنی بہترین عمل جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے مقرر فرمایا وہ نماز ہے اور احادیث میں کثرت سے یہ مضمون صاف اور صحیح حدیثوں میں نقل کیا گیا کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے، چنانچہ جامع صغیر میں حضرت ثوبان، ابن عمر، سلمہ، ابو اسامہ، عبادہ رضی اللہ عنہم پانچ صحابہ کرام سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے اور حضرت ابن مسعودؓ و انسؓ سے اپنے وقت پر نماز کا پڑھنا افضل ترین عمل نقل کیا گیا ہے، بہر حال نماز کے بے شمار فضائل و خصائل و شمائل ہیں، عرض یہ کرنا ہے کہ نماز اشراق کی کیا اہمیت ہے؟ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک مرتبہ جہاد کے ئے لشکر بھیجا جو بہت ہی جلدی واپس لوٹ آیا اور ساتھ ہی بہت سارا مال غنیمت لے کر آیا لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنی ذرا سی مدت میں ایسی بڑی کامیابی اور مال و دولت کے ساتھ واپس آ گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس سے بھی کم وقت میں اس مال سے بہت زیادہ غنیمت اور دولت کمانے والی جماعت بتاؤں،

یہ وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں جماعت میں شریک ہوں اور آفتاب نکلنے تک اسی جگہ بیٹھے رہیں، آفتاب نکلنے کے بعد (جب مکروہ وقت جو تقریبا بیس منٹ رہتا ہے نکل جائے) تو دو رکعت اشراق کی نماز پڑھیں، یہ لوگ بہت تھوڑے سے وقت میں بہت زیادہ دولت کمانے والے ہیں حضرت شقیق بلخیؒ مشہور صوفی اور بزرگ ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم نے پانچ چیزیں تلاش کیں ان کو پانچ جگہ پایا، روزی کی برکت چاشت کی نماز میں ملی، اور قبر کی روشنی تہجد کی نماز میں ملی، منکر نکیر کے سوال کا جواب طلب کیا تو اس کو قرأت میں پایا اور پلصراط کا سہولت سے پار ہونا روزہ اور صدقہ میں پایا، اور عرش کا سایہ خلوت میں پایا۔

سامعین کرام! متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حق تعالی شانہ ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم تو دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت پڑھ لیا کر میں تمام دن کے تیرے کام بنا دیا کروں گا، تنبیہ الغافلین میں ایک حدیث لکھی ہے کہ:

نماز اللہ کی رضا کا سبب ہے
فرشتوں کی محبوب چیز ہے
انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے
اس سے معرفت کا نور پیدا ہوتا ہے
دعا قبول ہوتی ہے
رزق میں برکت ہوتی ہے
یہ ایمان کی جڑ ہے
بدن کی راحت ہے
دشمن کے لئے ہتھیار ہے
نمازی کے لئے سفارشی ہے

قبر میں چراغ ہے
اور اس کی وحشت میں دل بہلانے والی ہے
منکر نکیر کے سوال کا جواب ہے
اور قیامت کی دھوپ کا سایہ ہے
اور اندھیرے میں روشنی ہے
جہنم کی آگ کے لئے آڑ ہے
اعمال کی ترازو کا بوجھ ہے
پل صراط پر جلدی سے گذارنے والی ہے
جنت کی کنجی ہے

حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں حضرت عثمان غنی سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے، اوقات کی پابندی کے ساتھ اس کا اہتمام کرے حق تعالیٰ شانہ نو چیزوں کے ساتھ اس کا اکرام فرماتے ہیں، اول یہ کہ اس کو خود محبوب رکھتے ہیں دوسرے تندرستی عطا فرماتے ہیں، تیسرے فرشتے س کی حفاظت فرماتے ہیں، چوتھے اس کے گھر میں برکت عطا فرماتے ہیں، پانچویں اس کے چہرے پر صلحاء کے انوار ظاہر ہوتے ہیں، چھٹے اس کا دل نرم فرماتے ہیں، ساتویں وہ پلصراط پر بجلی کی طرح گذر جائے گا، آٹھویں جہنم سے نجات فرمادیتے ہیں، نویں جنت میں ایسے لوگوں کا پڑوس نصیب ہوگا جن کے بارے میں **لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون** وارد ہے یعنی قیامت میں نہ ان کو کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں:
۱۔ چہرے کی رونق

۲ دن کا نور

۳ بدن کی راحت اور تندرستی کا سبب ہے

۴ قبر کا انس ہے

۵ اللہ کی رحمت اترنے کا ذریعہ ہے

۶ آسمان کی کنجی ہے

۷ اعمال ناموں کی ترازو کا وزن ہے (کہ اس سے نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے)

۸ اللہ کی رضا کا سبب ہے

۹ جنت کی قیمت ہے

۱۰ اور دوزخ کی آڑ ہے

جس شخص نے اس کو قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے دین کو گرا دیا، ایک حدیث میں وارد ہوا کہ گھر میں نماز پڑھنا نور ہے، نماز سے اپنے گھروں کو منور کیا کرو اور یہ تو مشہور حدیث ہے کہ میری امت قیامت کے دن وضو اور سجدہ کی وجہ سے روشن ہاتھ پاؤں والی روشن چہرہ والی ہوگی، اسی علامت سے دوسری امتوں سے پہچانی جائے گی، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آسمان سے کوئی بلا، آفت نازل ہونے والی ہوتی ہے تو مسجد کے آباد کرنے والوں سے ہٹالی جاتی ہے، متعدد احادیث میں آیا ہے کہ باری تعالیٰ نے جہنم پر حرام کر دیا ہے کہ سجدہ کے نشان کو جلائے (یعنی اگر اپنے اعمال بد کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل بھی ہوگا تو سجدہ کا نشان جس جگہ ہوگا اس پر آگ کا اثر نہ ہو سکے گا) ایک حدیث میں ہے کہ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے پس لوگوں کو چاہئے کہ نماز اشراق کے بعد اپنا کام شروع کریں تاکہ کسی نیک عمل کے اندر

شیطان کا دخل نہ ہو اور کام میں برکت ہوتی رہے، اسی طرح ایک جگہ اور ارشاد ہے کہ نماز میں شفا ہے اسی کے متعلق ایک قصہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک مرتبہ پیٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ پیٹ میں درد ہے، عرض کیا جی ہاں! فرمایا اٹھ نماز پڑھ نماز میں شفاء ہے۔

قارئین کرام!

نماز کی بہت ساری فضیلتیں ہیں جو کہ اپنی جگہ پر مسلم ہیں اسی طرح لوگوں کو چاہئے کہ اشراق کی نماز پڑھ کر اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوں تا کہ:

شیطان کا منہ کالا ہو
عمل صالح میں برکت ہو
اس سے شفا حاصل ہو

بہر حال جب انسان اشراق کی نماز کے بعد اپنی مصروفیات میں مشغول ہوتے ہیں تو رضاء الہی حاصل ہوتی ہے، چنانچہ ہمارے والد بزرگوار کا بھی یہی معمول رہا ہے کہ فجر کی نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد اشراق کے وقت تک تلاوت کلام اللہ اور دیگر ذکر و اذکار میں مشغول رہتے ہیں اور اشراق کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر تشریف لاتے ہیں، پس باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو بھی اسی طرح جمیع صلوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صلوٰۃ اشراق پڑھنے کی توفیق بخشے، آمین

**وما علینا الا البلاغ**

**WAJIDI PUBLISHERS**

DEOBAND 247554 U.P.
Mobile No. 09897137500
E-mail wajidi786@yahoo.com